ماہنامہ

خواتین

شوال المکرم/ذیقعدۃ الحرام 1447ھ اپریل 2026

جلد: 05

شمارہ: 04

لبیک اللھم لبیک

ویب ایڈیشن

مال واسباب کی نقصانات سے حفاظت

دکان یا مکان یا مال و اسباب پر روزانہ

یَا اَللّٰہُ

49 بار پڑھ کر دم کر دیا جائے تو اِنْ شَآءَ اللہ الکریم مختلف نقصانات سے حفاظت ہو گی۔ (مینڈک سوار بچھو، ص26)

(نوٹ: وظیفہ کے اوّل آخر ایک ایک بار دُرود شریف پڑھنا ہے)

عبادت وریاضت کا شوق پیدا کرنے کے لیے

یَا مُحْصِی

(اے ہر چیز کے گھیرنے والے)

اگر طبیعت عبادت کی طرف مائل نہ ہوتی ہو تو سوتے وقت اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر 7 مرتبہ یہ اِسم پڑھے، اِنْ شَآءَ اللہ الکریم بہت جلد عبادت وریاضت کا شوق پیدا ہو۔

(مدنی پنج سورہ، ص291)

(نوٹ: وظیفہ کے اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھنا ہے)

اللہ پاک نے چاہا تو ہر کام بنے

یَا اَللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا رَحِیْمُ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

نمازِ عصر کے بعد سے غُروبِ آفتاب تک

چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے، کام کاج کرتے ہوئے یا صرف بیٹھ کر بے شمار بار پڑھتے رہیے، اول آخر اور بیچ میں درود شریف بھی پڑھ لیجیے۔ اِنْ شَآءَ اللہ الکریم ہر کام بنے۔

مثلاً کاروبار چمکے، قرض ادا ہو، اچھی نوکری ملے، افسر یا سیٹھ مہربان ہو، خاندانی جھگڑے ختم ہوں، پرانے اٹکے ہوئے کام ہو جائیں، رشتے کی رکاوٹ دُور ہو، بے اولادی ختم ہو، قیدی کو رہائی ملے، عبادت میں دل لگے، ویزے کا مسئلہ حل ہو، ساس بہو کا جھگڑا اور طلاق کا خطرہ ختم ہو، میاں بیوی کی ناراضی کا خاتمہ ہو، جیسی بھی بیماری ہو چلی جائے، شک کرنے اور وسوسے کی آفت دُور ہو، اِنْ شَآءَ اللہ الکریم۔ (مراد پوری ہونے تک روزانہ ہی عمل کرتے رہیے اِن شآءَ اللہ الکریم جلد ہی ترکیب بن جائے گی)

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری

14 رمضان 1446ھ 25-3-15

فہرست

قرآن و حدیث			
تفسیر قرآن کریم	نماز پڑھیے اور زکوٰۃ دیجیے	محترمہ ام حبیبہ مدنیہ عطاریہ	2
شرح حدیث	عقل مند کون؟	محترمہ بنتِ کریم بخش مدنیہ عطاریہ	4
ایمانیات و عبادات			
عبادات	ہفتہ کے دن اور رات کی عبادات	محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ	7
فیضانِ سیرت			
اخلاقِ نبوی	حضور کی عشرہ مبشرہ سے محبت	محترمہ بنت واصم عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)	9
معجزاتِ انبیا	حضرت یوشع علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (دوسری و آخری قسط)	شعبہ ماہنامہ خواتین	11
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	استقامت	محترمہ ام سلمہ مدنیہ عطاریہ	15
فیضانِ بزرگانِ دین			
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح قصیدۂ معراجیہ (قسط11)	محترمہ بنت اشرف مدنیہ عطاریہ	16
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	پیغام بنتِ عطار، 63 نیک اعمال (نیک عمل نمبر 40)	محترمہ بنت عطار باجی	18
	شرح شجرۂ قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ (قسط6)	محترمہ ام فیضان مدنیہ عطاریہ	20
	مدنی مذاکرہ	امیر اہلِ سنت	21
اسلام اور خواتین			
	بیٹیوں کو مالی معاملات کی بنیادی تعلیم	محترمہ ام میلاد عطاریہ	23
علم نور ہے			
قرآنیات	قرآن کریم میں غور و فکر کرنے کی اہمیت	محترمہ بنت افضل مدنیہ عطاریہ	25
شرعی راہ نمائی			
دار الافتاء اہلسنت		مفتی محمد ہاشم خان عطاری	27
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل		مفتی محمد ہاشم خان عطاری	29
رسم و رواج			
	ایصالِ ثواب	محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ	30
اخلاقیات			
کرنے والے کام	مصیبت زدہ کو تسلی دیجیے	محترمہ ام انس عطاریہ	33
نہ کرنے والے کام	مصیبت زدہ کو پریشان مت کیجیے	محترمہ بنت محمد ناظم عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)	35
فیضانِ دعوتِ اسلامی			
نئی لکھاری	تحریری مقابلہ	محترمہ بنت محمد بوٹا عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)	37
فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز کی جھلکیاں	احکامِ حج کورس		40

چیف ایڈیٹر
مولانا ابو الابصار قادری

سینئر معاون
مولانا ابو زین العابدین عطاری مدنی

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی
دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

اپنے تاثرات (Feedback)، مشورے اور تجاویز نیچے دیے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریراً) واٹس ایپ نمبر پر بھیجیے:
mahnamahkhawateen@dawateislami.net
صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین، مجلس ماہنامہ فیضان مدینہ دعوتِ اسلامی

Go To Index

نماز پڑھیے اور زکوۃ دیجیے

محترمہ ام حبیبہ مدنیہ عطاریہ
معلمہ و مفتشہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار گلبہار سیالکوٹ

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ (پ22، الاحزاب: 33) ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو۔

تفسیر

یعنی اے میرے حبیب کی مقدس بیویو! تم نماز قائم رکھو جو کہ بدنی عبادات کی اصل ہے اور اگر تمہارے پاس مال ہو تو اس کی زکوٰۃ دو کہ زکوۃ مالی عبادات میں سب سے زیادہ شرف والی عبادت ہے۔(1)

اس آیتِ مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عورتوں کو نماز کی تلقین کی گئی ہے۔ خیال رہے کہ یہ حکم عام ہے اور تمام عورتوں کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ نماز پڑھیں، روزے رکھیں اور اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کریں۔(2) اسی طرح تفسیرِ حسنات میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ اس میں عبادتِ بدنی اور عبادتِ مالی کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔(3)

تفسیرِ ابنِ کثیر میں ہے کہ عباداتِ بدنیہ میں سب سے بڑی عبادت نماز ہے۔(4) حضرت عبدُ اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز پر ہمیشگی اختیار کی تو قیامت کے دن وہ نماز اس کے لئے نور، دلیل اور نجات ہو گی اور جس نے نماز کی محافظت نہ کی تو اس کے لئے نہ نور ہے، نہ دلیل، نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔(5) ایک اور حدیث میں ہے: جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تو جہنم کے اس دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ داخل ہو گا۔(6)

اسی طرح زکوٰۃ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے اسلام کا مکمل ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو۔(7) ایک اور روایت میں ہے کہ جب لوگ اپنے اموال کی زکوٰۃ نہیں دیتے تو ان سے آسمان کی بارش روک لی جاتی ہے۔ اگر زمین پر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔(8) نیز ایک روایت میں ہے کہ حضور کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ نے اس عورت سے پوچھا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ پاک تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟ یہ سنتے ہی اس نیک خاتون نے فوراً وہ کنگن اتار دیئے اور حضور کے آگے رکھتے ہوئے عرض کی: آقا! یہ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے لئے ہیں۔(9)

امام رازی فرماتے ہیں: دین صرف ان باتوں سے رک جانے کا نام نہیں ہے جن سے منع کیا گیا ہے بلکہ دین تو احکامِ الٰہی کو پورا کرنے کا نام ہے۔ نماز کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ انسان یہ ثابت کرے کہ وہ اللہ پاک جیسا جبار اور متکبر بننے کی کوشش نہیں کر رہا بلکہ اس کا عاجز بندہ ہے۔ زکوٰۃ کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ انسان کے اندر اللہ پاک کی صفتِ کرم اور رحم پیدا ہو (یعنی وہ دوسروں پر مال خرچ کر کے سخی و رحم دل بنے)۔(10)

Go To Index

علامہ بقاعی نظم الدرر میں لکھتے ہیں: نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فرض اور نفل نمازیں پابندی سے ادا کرو، کیونکہ یہ بندے اور خالق کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہیں اور نماز ہی وہ عبادت ہے جو انسان کو بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ جبکہ زکوٰۃ سے اللہ پاک کی مخلوق کے ساتھ بھلائی کرنا مراد ہے۔ اس حکم میں حضور کی مقدس بیویوں اور مومنہ عورتوں کے لئے ایک بڑی خوشخبری یہ ہے کہ عنقریب انہیں فتوحات دیکھنی نصیب ہوں گی اور دنیا ان پر کشادہ کر دی جائے گی (یعنی ان کے پاس اتنا مال آئے گا کہ وہ زکوٰۃ دینے کے قابل ہو جائیں گی)۔ کیونکہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی، اس وقت مسلمانوں کے حالات کافی تنگی والے تھے زکوٰۃ دینا تو دور کی بات تھی۔ اللہ پاک نے ان دو عبادتوں کا خاص طور پر نام اس لئے لیا کیونکہ نماز جسمانی عبادتوں اور زکوٰۃ مالی عبادتوں کی بنیاد ہے۔[11]

امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک نے حضور کی مقدس بیویوں کو اپنے زیورات کی زکوٰۃ دینے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ زیورات کے علاوہ ان کے جیسی کسی ایسی چیز (مال و دولت) کی مالک ہی نہ تھیں جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ پاک نے ان سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اگر وہ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہیں گی تو انہیں مال و متاع دے کر اچھے طریقے سے رخصت کر دیا جائے گا۔ اگر ان کے پاس ضرورت سے زائد اموال ہوتے تو وہ اسے خرچ کر کے فائدہ اٹھاتیں، اگرچہ حضور کے پاس انہیں دینے کے لئے دنیاوی مال نہ ہوتا اور نہ ہی وہ آپ کے علاوہ کسی اور سے اس کا مطالبہ کرتیں۔ پس یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ان (زیورات کے علاوہ چیزوں مثلاً: مالِ تجارت اور مویشیوں وغیرہ) میں سے کسی بھی چیز کی مالک نہ تھیں، لہٰذا اس آیت کے ظاہر سے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہونے کا استدلال کرنا درست ہے۔[12]

اس آیتِ مبارکہ سے یہ نصیحت حاصل ہوئی کہ حضور کی مقدس بیویوں کو نماز، روزے کا حکم دیا گیا ہے تو عام خواتین کو بدرجۂ اولیٰ نماز کا حکم ہے کہ وہ نماز قائم کریں۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے جس سے نماز اور زکوٰۃ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ شبِ معراج آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نماز کا تحفہ عطا کیا گیا۔ نماز مومن کی معراج اور ربِّ کریم کے قرب کا ذریعہ ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میں نماز قائم نہ کروں یا زکوٰۃ نہ دوں تو میری نسبت مجھے آخرت میں کامیاب کر دے گی تو یہ محض غلط فہمی ہے۔ حضور کی مقدس بیویوں سے بڑھ کر سب سے عظیم نسبت کس کی ہے! جب ان کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم ہے تو عام عورتوں کو زیادہ تاکیدی حکم ہو گا۔ جیسا کہ امام ابو منصور ماتریدی فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضور کی مقدس بیویوں کو نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے، اللہ پاک اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے کا حکم اس لئے دیا تاکہ وہ اس دھوکے میں نہ پڑ جائیں کہ حضور کے ساتھ رہنے کی برکت سے انہیں جو مقام ملا ہے اور انہوں نے حضور کی خاطر جو اپنا سب کچھ قربان کر دیا وہ ان کے لئے آخرت میں کافی ہو جائے گا اور ان پر ان (عبادات) کے علاوہ مزید کچھ لازم نہیں ہے۔ بلکہ اللہ پاک نے (ان احکام کے ذریعے) یہ خبر دی کہ اگرچہ تم نے حضور کے ساتھ رہنے کو چنا اور دنیا اور اس کی زینت کے مقابلے میں حضور کو ترجیح دی، تب بھی یہ اعمال تمہیں ان مذکورہ احکامات (نماز، زکوٰۃ وغیرہ) سے بے نیاز نہیں کر سکتے۔[13] اللہ پاک امہات المومنین کی عبادات کے صدقے ہم سب کو بھی نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) تفسیر روح البیان، 7/171 (2) تفسیر صراط الجنان، 8/25 (3) تفسیر حسنات، 5/326 (4) تفسیر ابن کثیر، 4/106 (5) مسند امام احمد، 11/141، حدیث: 6576 (6) حلیۃ الاولیاء، 7/299، حدیث: 10590 (7) ترغیب وترہیب، 1/301، حدیث: 12 (8) ابن ماجہ، 4/368، حدیث: 4019 (9) ابوداود، 2/137، حدیث: 1563 (10) تفسیر رازی، 9/168 (11) تفسیر نظم الدرر، 15/345 (12) تفسیر ماتریدی، 8/381، 382 (13) تفسیر ماتریدی، 8/382

Go To Index

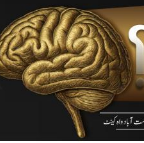

عقل مند کون؟

محترمہ بنتِ کریم بخش مدنیہ عطاریہ
شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز ریاست آباد واہ کینٹ

عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہُ ھَوَاھَا وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰہ ترجمہ: حضرت ابو یعلٰی شَدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد والی زندگی کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے باوجود اللہ پاک سے آرزو اور تمنا کرے۔[1]

شرحِ حدیث

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ المفاتیح میں الفاظِ حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اَلْکَیِّسُ وہ ہے جو عقل مند، دور اندیش اور اپنے معاملات میں احتیاط برتنے والا ہو۔ مَنْ دَانَ نَفْسَہُ یعنی اپنے نفس کو اللہ پاک کے حکم کے تابع کرے اور اللہ پاک کے حکم، اس کے فیصلوں اور تقدیر کے سامنے جھکا دے۔ نفس کا محاسبہ کرنے کا ایک معنی یہ ہے کہ نفس کو ذلیل کرے اور اسے غلام بنا لے یعنی اس کی سرکشی کو روکے۔ امام نووی فرماتے ہیں: امام ترمذی اور دیگر علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: دَانَ نَفْسَہٗ کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنے اعمال، احوال اور اقوال کا محاسبہ کرے۔ اگر اعمال اچھے ہوں تو شکرِ الٰہی بجالائے، اگر اعمال برے ہوں تو سچی توبہ کرے، اعمال میں جو کمی و کوتاہی ہو اُسے پورا کرے اور حسابِ آخرت سے پہلے اپنا حساب خود کر لے۔ اَلْعَاجِزُ وہ بیوقوف انسان ہے جو گناہِ کبیرہ کا اِرتکاب کرے اور بغیر توبہ و استغفار کے جنت کی اُمید کرے یعنی حرام کام کرے، واجبات و فرائض کو چھوڑے، توبہ بھی نہ کرے اور جنت میں جانے کی امید بھی رکھے۔[2]

حقیقی عقل مند کون آج کل عقل مند اسے سمجھا جاتا ہے جو زیادہ پیسے کماتا ہو، جس کے پاس مال و دولت زیادہ ہو، جس کا بزنس بہت وسیع ہو، جس کی کئی کئی فیکٹریاں ہوں، جو بہت چالاکی سے رشوت کا لین دین کر لیتا ہو، جو بڑی آسانی سے معاملات میں ہیر پھیر کر لیتا ہو، حالانکہ یہ عقل مند نہیں بلکہ مکار ہے، کیونکہ حدیثِ مبارک میں عقلمند اس کو فرمایا گیا ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کمانے کے بجائے آخرت کے لئے عمل کرے۔ جیسا کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ عقل مند وہ مومن ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور اس کے لئے اچھے طریقے پر تیاری کرے، یہی (حقیقی) عقل مند لوگ ہیں۔[3]

معلوم ہوا کہ عقل مند وہ ہے جو ہر وقت اپنے اعمال کی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے اور اس کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے اعمال کا محاسبہ بھی کرتا رہے۔ جیسا کہ سورۂ حشر میں ارشاد ہوا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍۚ (پ28، الحشر:18) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر ابنِ کثیر میں ہے: یعنی اپنا محاسبہ کر لو، اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور غور کرو کہ تم

رب کی بارگاہ میں لے جانے کے لئے کیا جمع کروا رہے ہو۔(4)

محاسبہ کرنے والوں کا حساب آسان ہوگا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن ان لوگوں کا حساب آسان ہوگا جو اللہ پاک کی رضا کے لئے دنیا میں اپنا مُحاسبہ کرتے ہیں۔(5)

دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس دنیا میں ہر انسان مہمان ہے، جو ایک مخصوص مدت تک دنیا میں رہتا ہے اور پھر یہاں سے روانہ ہو جاتا ہے، لہٰذا دنیا کو اپنا مستقل ٹھکانہ سمجھ لینا نادانی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کو ہی اپنا مقصدِ زندگی بنا لینا حماقت ہے۔ عقل مندی تو یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے لئے کوشش کی جائے کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ پاک فرماتا ہے: وَ ابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ (پ20، القصص:77) ترجمہ: اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر طلب کر۔

معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے انسان کو دنیا میں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کے ذریعے آخرت کو طلب کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور انہیں اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری میں استعمال کرنا چاہیے۔ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو کہ جس چیز کو تم آخرت میں اپنے ساتھ رکھنا پسند کرتے ہو اسے آج ہی آگے بھیج دو اور دیکھو کہ جسے ساتھ رکھنا پسند نہیں اسے آج ہی چھوڑ دو۔(6)

دنیا دار العمل ہے جو لوگ دنیا میں مگن ہو کر آخرت کو فراموش کر دیتے ہیں اور دنیا کمانے میں اس قدر مصروف ہو جاتے ہیں کہ انہیں موت یاد ہی نہیں رہتی، شاید وہ اس گمان میں ہیں کہ ابھی بہت عمر پڑی ہے، نیک اعمال بھی کر لیں گے، اللہ پاک کو بھی راضی کر لیں گے یا پھر ان کا ذہن یہ ہے کہ ابھی عیش کی زندگی گزار لو، آخرت میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ حالانکہ یاد رکھنا چاہیے کہ آخرت عمل کی جگہ نہیں، عمل کی جگہ دنیا ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِیْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِیْ دَارِ الْحِسَابِ وَلَا عَمَلَ یعنی آج تم دارُ العمل یعنی عمل کرنے کی جگہ میں ہو جہاں حساب نہیں اور کل تم دارُ الحساب میں ہو گے جہاں عمل نہیں۔(7)

مقصدِ حیات اللہ پاک نے ہمیں دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا کہ ہم اسی کی ہو کر رہ جائیں بلکہ دنیا میں بھیجے جانے اور زندگی عطا فرمانے کا مقصد کیا ہے، اسے اللہ پاک نے یوں بیان فرمایا ہے: الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ (پ29، الملک:2) ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون زیادہ اچھے عمل کرنے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد ہمارے اعمال کا امتحان ہے اور اس امتحان میں وہی انسان کامیاب ہوگا جس کے اعمال اچھے ہوں گے۔ لہٰذا نفسانی خواہشات کی پیروی میں مصروف رہنا اور اللہ پاک کی نافرمانی کے باوجود رحمتِ الٰہی کی اُمید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ چنانچہ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں: (1) وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے (2) وہ نفسانی خواہشات جن کی پیروی کی جائے اور (3) آدمی کا اپنے آپ کو اچھا سمجھنا۔(8)

نفسانی خواہشات کی پیروی کی مذمت نفسانی خواہشات کی پیروی کی مذمت بیان کرتے ہوئے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِؕ (پ20، القصص:50) ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کی طرف سے ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ نیز نفسانی خواہشات سے بچنے کا حکم اللہ پاک نے کچھ یوں ارشاد فرمایا: وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ (پ23، ص:26) ترجمہ: اور نفس کی خواہش کے پیچھے نہ چلنا ورنہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گا۔

اللہ پاک کے تمام نیک بندے نفسانی خواہشات کی پیروی سے بچتے، یہاں تک کہ اللہ پاک کے آخری وپیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی ان الفاظ سے دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ ھَوًیٰ مُّطَاعٍ وَّ شُحٍّ مُّتَّبَعٍ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس خواہش سے جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور اس بخل سے جس کے پیچھے چلا جاتا ہے۔[9]

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت حضرت لقمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! میں سب سے پہلے تجھے تیرے نفس سے ڈراتا ہوں کیونکہ ہر نفس کی ایک خواہش اور آرزو ہے، اگر تو نے اسے اس کی خواہش دے دی تو وہ حد سے بڑھ جائے گا اور تجھ سے مزید کی طلب کرے گا۔ بلاشبہ خواہش دل میں اس طرح چھپی ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ۔ اگر تو اسے دوسرے پتھر پر مارے گا تو آگ نکلے گی ورنہ نہیں۔[10]

ایک شاعر کہتا ہے:

وَ اعۡلَمۡ بِأَنَّکَ لَنۡ تَسُوۡدَ وَلَنۡ تَرٰی
طُرُقَ الرَّشَادِ اِذَا اتَّبَعۡتَ ھَوَاکَ

ترجمہ: اگر تو نے اپنی خواہشات کی پیروی کی تو نہ تو سرداری حاصل کر سکے گا اور نہ تجھے سیدھا راستہ ملے گا۔[11]

رضاؔ نفس دشمن ہے دَم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

نیک اعمال کیے بغیر جنت کی تمنا کرنا جو ہر وقت اپنی خواہشات کی پیروی میں لگا رہے اور اللہ پاک کی رضا والے کام نہ کرے، پھر بھی جنت کی تمنا رکھے تو وہ ایسا ہے جو بیج بوئے بغیر فصل کاٹنے کی تمنا رکھے، یا محنت کیے بغیر کامیابی کی امید رکھے اور ایسا شخص یقیناً نادان ہے۔ جیسا کہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمل کے بغیر جنت کی طلب گناہ ہے، بغیر کسی تعلق و سبب کے شفاعت کی امید رکھنا فریب کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ پاک کے احکام کی نافرمانی کرتے ہوئے رحمت کی امید رکھنا جہالت اور بے وقوفی ہے۔[12]

حضرت عمر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک دوست کو لکھا: تو بُرے اعمال کے ساتھ لمبی عمر چاہتا ہے اور اللہ پاک سے آرزو رکھتا ہے! ہوش کر! تو ٹھنڈا لوہا کوٹ رہا ہے۔ (یعنی بے فائدہ کام کر رہا ہے۔)[13]

نیک اعمال کرنے ضروری ہیں معلوم ہوا کہ گناہ کر کے رحمتِ الٰہی کی امید رکھنا در حقیقت امید نہیں، بلکہ دھوکا ہے جو گناہ کرنے والی خود اپنے آپ کو دے رہی ہے۔ اللہ پاک سے رحمت و مغفرت کی امید ضرور رکھنی چاہیے لیکن اس کے لئے نیک اعمال کرنے بھی ضروری ہیں۔ حقیقی امید تو یہی ہے کہ اللہ پاک کی رضا والے کام کر کے اس سے جنت کی امید رکھی جائے جیسے کسان بیج بو کر پھر فصل کاٹنے کی امید رکھتا ہے۔

نیک اعمال کا رسالہ اپنے اعمال کا جائزہ لینے اور اپنی زندگی اللہ پاک کی فرمانبرداری والے کاموں میں گزارنے کے لئے امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے نیک کاموں کا مجموعہ بنام نیک اعمال عطا فرمایا ہے۔ اسلامی بہنوں کے لئے بھی 63 نیک اعمال موجود ہیں۔ نیک اعمال کا رسالہ مکتبۃ المدینہ سے بہت ہی کم قیمت میں حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان شاءاللہ ان پر عمل اور روزانہ اس رسالے میں دیئے گئے خانے پُر کر کے اپنے اعمال کا جائزہ لینا اللہ پاک کی رحمت سے جنت ملنے کا سبب بنے گا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں نفسانی خواہشات سے بچنے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتمِ النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

نفس و شیطاں کے شر سے تو محفوظ رکھ
اور گناہوں سے ہر دم بچا یاخدا

---

(1) ترمذی، 4/208، حدیث: 2467 (2) مرقاۃ المفاتیح، 9/141، 142، تحت الحدیث: 5289 ملتقطاً (3) شعب الایمان، 7/351، حدیث: 10549 (4) تفسیر ابنِ کثیر، 8/106 (5) ذم الھوی، ص51، رقم: 122 (6) مصنف ابن ابی شیبہ، 19/383، حدیث: 36407 (7) شعب الایمان، 7/370، حدیث: 10616 (8) شعب الایمان، 1/471، حدیث: 745 (9) مکاشفۃ القلوب، ص239 (10) مکاشفۃ القلوب، ص240 (11) مکاشفۃ القلوب، ص240 (12) اشعۃ اللمعات، 4/251 (13) اشعۃ اللمعات، 4/252

Go To Index

ہفتہ کے دن اور رات کی عبادات

محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

ہفتے کے دن کا یہود کے ہاں وہی مقام و مرتبہ ہے جو ہمارے ہاں جمعہ کا ہے گویا جس طرح جمعہ کا دن ہفتہ وار عید کا دن ہے، اسی طرح یہود کے لئے یہ دن ہفتہ وار عید کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآنِ پاک میں یوم السبت یعنی ہفتے کا ذکر سات مقامات پر آیا ہے۔[1]

- حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ حضور نے فرمایا: زمین کو ہفتے کے دن پیدا فرمایا گیا۔[2]
- ایک قول کے مطابق اللہ پاک نے ہفتے کا دن حضرت موسیٰ اور دیگر 50 انبیائے کرام کو عطا فرمایا۔[3]
- ہفتے کا دن بھی بہت با برکت اور با عظمت ہے۔ ہفتے کے دن کو تاریخی اعتبار سے کئی نسبتیں حاصل ہیں: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم 11 رمضان المبارک بروز ہفتہ تین سو پانچ مہاجرین و انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ مدینۂ منورہ سے بدر کی جانب نکلے۔[4]
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہر ہفتے کے دن کبھی سوار تو کبھی پیدل قُبا تشریف لے جاتے۔[5] بعض روایات میں ہے کہ جو مدینہ پاک سے وضو کر کے مسجد قبا جائے وہاں دو نفل پڑھے تو عمرے کا ثواب پائے۔ اب بھی حجاج وغیرہ ہفتہ کے دن یہ عمل کرتے ہیں۔[6]
- اللہ پاک نے ہفتے کے دن حضرت داود علیہ السلام کی قوم کے ستّر ہزار افراد پر مچھلی کے شکار کو حرام فرما دیا تھا۔[7]

دینِ اسلام نے جس طرح ہر دن کو نیکیوں میں بسر کرنے کے لئے ہماری راہ نمائی فرمائی ہے، اسی طرح ہفتے کے دن کو بھی نیکیوں میں گزارنے کے لئے چند اعمال بتائے ہیں جن پر عمل کی برکت سے ہمارا یہ دن بھی خیر و برکت والا بن سکتا ہے۔

ہفتے کے دن کا روزہ

اس دن کے معمولات میں سے ہے کہ اس دن روزہ رکھا جائے۔ ام المومنین حضرت اُمِّ سَلَمہ سے مروی ہے کہ حضور ہفتہ اور اتوار کا روزہ اکثر رکھا کرتے اور فرماتے: یہ دونوں (ہفتہ اور اتوار) مشرکین کی عید کے دن ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی مخالفت کروں۔[8]

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہفتے کے دن کا روزہ فرض روزوں کے علاوہ مت رکھو۔ تو اس کے متعلق حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے اور یہاں ممانعت سے مراد کسی کا ہفتے کے روزے کو خاص کر لینا ہے کہ یہودی ہفتے کے دن کی تعظیم کرتے ہیں۔[9]

اس حدیثِ پاک کے تحت مشہور محدث، حکیم الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: نفلی روزہ صرف ہفتہ کے دن نہ رکھو، کیونکہ اس میں یہود سے مشابہت ہے کہ وہ اگرچہ اس دن روزہ تو نہیں

Go To Index

رکھتے مگر اس کی تعظیم بہت ہی کرتے ہیں، تمہارے اس روزے میں ان سے اشتباہ ہو گا۔ جمہور علما کا قول یہ ہے کہ یہ ممانعت بھی تنزیہی ہے۔ اگر ہفتہ کے ساتھ (کسی) اور دن (مثلاً: اتوار یا جمعہ) کا بھی روزہ رکھ لیا جائے تو نہ مشابہت رہے گی نہ ممانعت۔[10]

معلوم ہوا ہفتہ والے دن روزہ رکھنا مطلقاً ممنوع یا مکروہ نہیں ہے بلکہ اس کی کچھ صورتیں ہیں:

- خاص صرف ہفتہ کے دن قصداً روزہ رکھنا۔ یہ مکروہِ تنزیہی ہے یعنی جائز ہے لیکن نہ رکھنا بہتر۔
- خاص ہفتہ کے دن کا روزہ یہودیوں سے مشابہت کی نیت سے رکھنا یہ مکروہِ تحریمی ہے یعنی ناجائز و گناہ ہے۔
- مذکورہ دونوں صورتیں نہ ہوں جیسے کوئی شخص اپنے معمول کے روزے رکھ رہا ہے اور درمیان میں ہفتہ آ جائے، یا مستحب روزے ہفتہ کے دن آ جائیں، یا ہفتہ کے ساتھ، آگے یا پیچھے ایک اور دن بھی روزہ رکھ رہا ہے۔ یہ بالکل بلا کراہت جائز ہے۔[11]

ہفتہ کے دن کے اعمال

دیگر دنوں کی طرح ہفتے کے بھی اعمال منقول ہیں، ان میں سے چند ملاحظہ کیجئے:

ہفتے کی بابرکت صبح

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: عرض: حضور ایک استغاثہ پیش کرنا ہے (یعنی کورٹ میں درخواست دائر کرنی ہے)۔ اس کے واسطے کونسا دن مناسب ہے؟ ارشاد: اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں البتہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی حاجت کو ہفتے کے دن صبح کے وقت قبلِ طلوعِ آفتاب اپنے گھر سے نکلے تو اس کی حاجت روائی (یعنی حاجت پوری ہونے) کا میں ضامن (یعنی ذمہ دار) ہوں۔[12]

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں: خیال رہے کہ سفر کے لئے ہفتہ، سوموار اور جمعرات نہایت ہی مبارک ہیں جو کوئی ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے سفر کو نکل جائے ان شاءاللہ کامیاب اور بامراد واپس ہو گا۔[13]

فاروقِ اعظم کا طریقہ

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہر ہفتے کے دن مدینے شریف کے بالائی حصے میں تشریف لے جاتے، اگر آپ وہاں کسی غلام کو ایسا کام کرتا دیکھتے جس کی اسے طاقت نہ ہوتی تو آپ اس کا ہاتھ بٹاتے۔[14] چنانچہ، ہمیں بھی اس دن غریبوں اور کمزوروں کی مدد کرنی چاہیے کہ اس طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے طریقے پر بھی عمل ہو جائے گا۔

ہفتے کا دن بھی دیگر دنوں کی طرح اللہ پاک کی عبادت، اطاعت اور نیکی کمانے کا قیمتی موقع ہے۔ اس دن کو ہم فرض عبادات کے ساتھ ساتھ نفلی اعمال، ذکر و اذکار اور حُسنِ اخلاق کے ذریعے بابرکت بنا سکتی ہیں۔ جو ہر دن کو اللہ پاک کی رضا کے مطابق گزارنے کی کوشش کرے، اس کے لئے ہر دن خیر و برکت کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں ہر دن کو اپنی عبادت اور اطاعت میں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1. فضائل الایام والشہور، ص240 ملخصاً
2. غنیۃ الطالبین، 2/123
3. غنیۃ الطالبین، 2/124
4. فیضانِ فاروقِ اعظم، 1/474 ملخصاً
5. مسلم، ص556، حدیث:3396
6. مراٰۃ المناجیح، 1/432
7. عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص34 ملخصاً
8. ابنِ خزیمہ، 3/318، حدیث:2167
9. ترمذی، 2/186، حدیث:744
10. مراٰۃ المناجیح، 3/192 ملتقطاً
11. دار الافتاء اہلِ سنت غیر مطبوعہ، فتوی نمبر:WAT-1873
12. مسند فردوس، 3/519، حدیث:5620، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص116
13. مراٰۃ المناجیح، 5/484
14. احیاء علوم الدین، 2/275

Go To Index

حضور کی عشرۂ مبشرہ سے محبت

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 46ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کئے جارہے ہیں۔)

محترمہ بنتِ واصم عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)
(طالبہ: درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے تمام صحابہ کرام ہی عادل اور جنتی ہیں اللہ پاک نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے، جیسا کہ فرمانِ باری ہے: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰىؕ (پ27، الحدید:10)

ترجمہ: اور ان سب سے اللہ نے سب سے اچھی چیز کا وعدہ فرمالیا ہے۔

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دنیا میں ترتیب کے ساتھ بالخصوص نام لے کر دس صحابہ کرام کو جنت کی بشارت عطا فرمائی جنہیں عشرۂ مبشرہ کہتے ہیں۔ ان نفوسِ قدسیہ میں سے چار خلفائے راشدین یعنی حضرت صدیقِ اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمانِ غنی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہم ہیں، ان کے علاوہ باقی چھ حضرات کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں: حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

یوں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنے تمام صحابہ سے محبت تھی اور تمام ہی صحابہ پوری امت میں سب سے بہترین لوگ ہیں، مگر عشرۂ مبشرہ تمام صحابہ کرام میں سب سے افضل اور اولین ایمان لانے والوں میں سے ہیں، حضور کی ان سے محبت ان کے ایمان، تقویٰ، ایثار اور اطاعت کی وجہ سے تھی کہ ان حضرات نے اس دور میں اسلام کی دعوت قبول کی جب ہر طرف جہالت کی تاریکیاں پھیلی تھیں، کفار حضور کی دعوت کا انکار اور آپ کی مخالفت کررہے تھے اس وقت ان حضرات نے حضور کی اطاعت کی اور اپنے مال و جان حضور پر قربان کرنے کو تیار ہوگئے۔ حضور کی عشرۂ مبشرہ سے محبت کا اظہار متعدد احادیث میں ملتا ہے، چند پیشِ خدمت ہیں:

محبوبانِ مصطفےٰ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ ارشاد فرمایا: عائشہ، میں نے عرض کی: مردوں میں؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے عرض کی: ان کے بعد کون؟ فرمایا: عمر، میں نے پھر عرض کی: پھر کون؟ فرمایا: عثمان، میں نے پھر پوچھا: پھر کون؟ فرمایا: علی بن ابو طالب۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ پھر میں خاموش ہوگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عبد اللہ! جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! علی بن ابو طالب کے بعد کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: طلحہ، پھر زبیر، پھر سعد، پھر سعید، پھر عبدالرحمٰن بن عوف اور پھر ابو عبیدہ بن جراح۔[1]

اظہارِ محبت کا نرالا انداز ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک دن حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسجد میں اس طرح تشریف لائے کہ ان میں سے ایک آپ کی دائیں جانب اور دوسرے بائیں جانب

Go To Index

تھے اور سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان دونوں کے ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا، آپ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔[2]

رضائے مصطفیٰ کے حاملین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلافت کا اس جماعت سے زیادہ حق دار کوئی نہیں کہ حضور نے جب وفات پائی تو آپ ان سے راضی تھے، پھر حضرت عمر نے حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا۔[3] یعنی یہ حضرات وہ جماعت ہیں جن کے متعلق فاروقِ اعظم نے فرمایا کہ حضور ان سے راضی تھے۔

عشرۂ مبشرہ سے بغض کا انجام حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اگر تم اللہ پاک کی عبادت کرو یہاں تک کہ تم کمان کی طرح ہو جاؤ اور خاموشی اختیار کرو یہاں تک کہ تم کیلوں کی طرح ہو جاؤ اور تم نماز پڑھو یہاں تک کہ تم سے سوار ٹھہر جائے اور تم اصحابِ عشرہ (مبشرہ) سے بغض رکھو تو اللہ تمہیں اوندھے منہ ضرور جہنم میں گرائے گا۔[4]

ان احادیثِ مبارکہ سے حضور کی عشرۂ مبشرہ سے محبت اور ان سے راضی ہونے کا ثبوت ملتا ہے نیز یہ معلوم ہوا کہ ان سے بغض رکھنے والا جہنم کا حق دار ہے۔

محترمہ بنتِ محمد اسماعیل عطاریہ
(طالبہ: درجۂ رابعہ جامعۃ المدینہ فیضانِ رضا سرجانی ٹاؤن)

عشرۂ مبشرہ سے مراد وہ خوش نصیب صحابہ کرام ہیں جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی، ان میں درج ذیل مبارک ہستیاں شامل ہیں: حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

خصوصیاتِ عشرۂ مبشرہ بزبانِ نبی الرحمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عشرۂ مبشرہ سے محبت فرمایا کرتے جس کا ثبوت کئی احادیثِ کریمہ سے ملتا ہے، کئی مقامات پر حضور نے امت کے ان روشن ستاروں کے فضائلِ عظیمہ کو اپنی زبانِ اقدس سے بیان فرمایا، چنانچہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری ساری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکر ہیں۔ دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمر ہیں۔ حیا میں سب سے بڑھ کر عثمان اور سب سے زیادہ قوتِ فیصلہ کے مالک علی بن ابو طالب ہیں۔ ہر نبی کے حواری (مددگار) تھے اور میرے حواری طلحہ و زبیر ہیں۔ سعد بن ابی وقاص جہاں ہوں گے حق ان کے ساتھ ہو گا، سعید بن زید محبوبانِ خدا میں سے ہیں، عبد الرحمن بن عوف اللہ پاک کے تاجروں میں سے ہیں، ابو عبیدہ بن جراح اللہ پاک اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ ہر نبی کا محرمِ راز ہوتا ہے اور میرا محرمِ راز امیر معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ ان سب سے محبت کرنے والا نجات پا گیا اور بغض رکھنے والا تباہ ہو گیا۔[5]

عشرۂ مبشرہ کے لئے رضائے مصطفیٰ کا پروانہ حضرت سہل بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے جدِ امجد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹے تو منبر پر تشریف لا کر اللہ پاک کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا: اے لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اے لوگو! عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن مالک، عبد الرحمن بن عوف اور اول مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں اور اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لو۔[6] اسی طرح کئی اور بھی واقعات و روایات اس محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ امت کے ان روشن ستاروں کی برکت سے ہمیں عشقِ رسول کی دولت نصیب فرمائے۔ اٰمین

---

(1) ریاض النضرۃ، 1/33 (2) ترمذی، 5/378، حدیث: 3689 (3) مشکاۃ المصابیح، 2/431، حدیث: 6108 (4) ریاض النضرۃ، 1/34 (5) ریاض النضرۃ، 1/36 (6) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، ص1317، رقم: 3313

Go To Index

حضرت یوشع علیہ السلام کے معجزات وعجائبات

(دوسری وآخری قسط)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دنیا سے رخصتی کا وقت قریب آیا تو اللہ پاک نے آپ کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہوئے وحی فرمائی کہ آپ کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام نبوت کے منصب پر فائز ہوں گے اور لوگوں کی قیادت کریں گے، پھر جب وہ لوگوں کی قیادت سنبھال لیں گے تو یہی وقت آپ کی دنیا سے رخصتی کا ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو اپنی تمام ذمہ داریاں سونپ دیں تو جس دن دنیا سے رخصت ہونا تھا، اس کی صبح آپ حضرت یوشع علیہ السّلام کے پاس تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا، حضرت یوشع علیہ السلام اس وقت آرام فرمارہے تھے، جب بیدار ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا یوں منتظر پاکر گھبرا گئے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے انہیں اس معاملے میں کچھ نہ کہا، البتہ! انہیں ساتھ لے کر پہاڑ کی طرف چل دیئے اور راستے میں انہیں وصیتیں بھی کرتے جاتے تھے کہ بنی اسرائیل کے ساتھ یوں یوں کیجئے گا۔ پھر جب ایک خاص مقام تک پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع علیہ السلام کو واپس جانے کے لئے فرمایا، (ادھر حضرت یوشع علیہ السلام بھی گویا جان چکے تھے کہ یہ لمحات حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دنیا سے رخصتی کے ہیں، لہٰذا) انہوں نے ان لمحات میں انہیں تنہا چھوڑ کر جانے سے انکار کردیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام چونکہ نہیں چاہتے تھے کہ دنیا سے رخصتی کے لمحات میں کوئی ان کے قریب ہو، لہٰذا انہوں نے حضرت یوشع علیہ السلام کو خود سے دور کرنے کے لئے اپنی جوتیاں اس طرح اتاریں کہ وہ پہاڑی ڈھلان پر سے نیچے کی جانب لڑھکنے لگیں اور آپ نے حضرت یوشع علیہ السلام سے فرمایا کہ (ٹھیک ہے نہیں جانا چاہتے تو نہ جائیں مگر) میری جوتیاں لے آئیں۔ جب حضرت یوشع علیہ السلام جوتیاں لینے کے لئے گئے تو اللہ پاک نے ایک نور حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع علیہما السلام کے درمیان حائل فرمادیا اور وہ واپسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ وہ واپس بنی اسرائیل کے پاس آئے اور انہیں سارا واقعہ بتایا۔ لوگ پہاڑ کے اس مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض ہوچکی تھی اور ان پر پتھر چن دیئے گئے تھے۔ (1)

مشنِ موسوی کی تکمیل

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو اپنی قوم کے ساتھ مل کر قومِ جبارین سے جنگ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا، مگر قوم نے لڑنے سے انکار کردیا تھا جس کی وجہ سے انہیں میدانِ تیہ میں محصور کردیا گیا، تیہ میں حضرت موسیٰ وہارون سمیت تمام لوگ وفات پاگئے تھے سوائے حضرت کالب اور یوشع کے، چنانچہ جب تیہ کی سزا مکمل ہوئی اور حضرت یوشع نے ان کی نسلوں کو قوم جبارین سے جہاد کا حکم سنایا تو چونکہ وہ اپنے آباؤ اجداد کا انجام

دیکھ چکے تھے، لہٰذا انہیں مجالِ انکار نہ ہوئی اور انہوں نے حضرت یوشع کی قیادت میں قومِ جبارین سے جہاد کیا۔[2]

حضرت یوشع بنی اسرائیل کو لے کر میدانِ تیہ سے نکلے تو اس وقت آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کے چھ لاکھ سے زیادہ افراد تھے، حضرت یوشع نے ان کے ساتھ نہر اردن پار کی اور اریحا کے مقام پر پہنچے جو سب سے بلند اور مضبوط فصیلوں والا قلعہ تھا، چھ ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رہا بالآخر ایک دن قلعے کی دیوار کا کچھ حصہ گرا کر شہر داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے اور وہاں گھمسان کی جنگ ہوئی۔[3]

سورج کا رک جانا

جس دن یہ جنگ ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا، جنگ ابھی زور و شور سے جاری تھی اور فتح بالکل نزدیک تھی کہ سورج ڈھلنے کے قریب ہو گیا، بنی اسرائیل کے لئے ہفتے کے دن جنگ و جہاد اور شکار وغیرہ کی اجازت نہیں تھی، لہٰذا اگر سورج غروب ہو جاتا اور ہفتے کا دن داخل ہو جاتا تو جنگ بند کرنا لازم ہو جاتا اس طرح ان کی فتح شکست میں بدل جاتی، چنانچہ حضرت یوشع علیہ السلام نے سورج سے فرمایا: اے سورج! تو بھی اللہ پاک کے حکم کا پابند ہے اور میں بھی، اے اللہ! میری خاطر اسے روک دے، اللہ پاک نے سورج کو ان کے لئے روک دیا اور انہوں نے اریحا شہر فتح کرلیا۔[4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک نبی غزوے کے لئے تشریف لے گئے اور اپنی قوم سے فرمایا: جس شخص نے ابھی نکاح کیا ہو اور اب تک اس نے شبِ زفاف نہیں گزاری اور وہ یہ عمل کرنا چاہتا ہے تو وہ میرے ساتھ نہ چلے اور وہ شخص بھی نہ جائے جس نے مکان بنایا اور ابھی تک اس کی چھت نہیں ڈالی اور نہ وہ شخص جائے جس نے بکریاں اور گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہے۔ پھر اس نبی نے جہاد کیا اور عصر کی نماز کے وقت یا اس کے قریب وہ ایک دیہات میں پہنچے تو انہوں نے سورج سے کہا: تو بھی حکمِ الٰہی کے ماتحت ہے اور میں بھی حکمِ الٰہی کا تابع ہوں، اے اللہ! اس سورج کو تھوڑی دیر میری خاطر روک دے۔ ان کی خاطر سورج روک دیا گیا یہاں تک کہ اللہ پاک نے انہیں فتح عطا فرمائی، پھر انہوں نے مالِ غنیمت ایک جگہ جمع کیا اور اسے کھانے کے لئے (آسمان سے) آگ آئی، لیکن اس نے مال نہ کھایا۔ انہوں نے فرمایا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے، لہٰذا ہر قبیلے کا ایک شخص مجھ سے بیعت کرے، پھر سب نے بیعت کی تو ایک شخص کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے قبیلے میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ بالآخر وہ گائے کے سر کے برابر سونا نکال کر لائے تو نبی نے فرمایا: اسے مالِ غنیمت میں اونچی جگہ رکھ دو۔ اس کے بعد آگ آئی اور اس نے سارا مال کھالیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: ہم سے پہلے کسی کے لئے بھی مالِ غنیمت حلال نہیں کیا گیا لیکن جب اللہ پاک نے ہمارا ضعف و عجز دیکھا تو ہمارے لئے مالِ غنیمت حلال کر دیا۔[5]

شارحِ بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: وہ نبی حضرت یوشع بن نون تھے۔ حضرت موسیٰ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے چالیس سال بعد اللہ پاک نے انہیں مبعوث فرمایا، انہوں نے بنی اسرائیل کو خبر دی کہ میں اللہ پاک کا نبی ہوں اور اللہ پاک نے مجھے قومِ جبارین سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ بنی اسرائیل نے ان کی تصدیق کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ پھر انہوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ اُریحا کا قصد فرمایا، ان کے پاس تابوتِ میثاق بھی تھا انہوں نے چھ مہینے تک اس بستی کا احاطہ کیے رکھا، ساتویں مہینے اس بستی کی دیواریں گرانے میں کامیاب ہوئے، تو انہوں نے بستی میں داخل ہو کر قومِ جبارین سے جہاد شروع کر دیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ پورے دن جہاد ہوتا رہا لیکن ابھی جہاد مکمل نہ ہوا تھا، قریب تھا کہ سورج غروب ہو جاتا اور ہفتے کی رات شروع ہو جاتی (ان کی شریعت میں ہفتے کو جہاد جائز نہ تھا[6]) چنانچہ

Go To Index

حضرت یوشع کو خوف ہوا کہ کہیں اُن کی قوم عاجز نہ آجائے۔ آپ نے اللہ پاک سے دعا کی: اے اللہ! سورج کو واپس لوٹا دے، انہوں نے سورج سے کہا: تو اللہ پاک کی اطاعت پر مامور ہے اور میں بھی اللہ پاک کے حکم کا پابند ہوں، یعنی تو غروب ہونے پر مامور ہے اور میں نماز پڑھنے پر یا غروب سے پہلے قتال کرنے پر مامور ہوں، پس اللہ پاک نے ان کے لئے سورج کو ٹھہرا دیا اور غروبِ آفتاب سے قبل انہیں فتح نصیب ہوگئی۔[7]

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سورج کے رکنے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جمعہ کے دن وہ (یعنی حضرت یوشع) بیت المقدس میں قوم جبارین سے جہاد فرما رہے تھے ناگہاں (اچانک) سورج ڈوبنے لگا اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر سورج غروب ہو گیا تو سنیچر (ہفتہ) کا دن آجائے گا اور سنیچر کے دن موسوی شریعت کے حکم کے مطابق جہاد نہ ہو سکے گا تو اس وقت اللہ پاک نے ایک گھڑی تک سورج کو چلنے سے روک دیا یہاں تک کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام قوم جبارین پر فتح یاب ہو کر جہاد سے فارغ ہوگئے۔[8]

ایک روایت میں ہے: بے شک کسی انسان کی وجہ سے سورج کو نہیں روکا گیا سوائے حضرت یوشع کے، (ان کے لئے) ایک رات (سورج غروب ہونے سے روک دیا گیا یہاں تک کہ) آپ بیت المقدس پہنچ گئے۔[9]

یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بیت المقدس کی فتح حضرت یوشع کے زمانے میں ہوئی نہ کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں، یہ حضرت یوشع علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے۔[10] حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ توقع تھی کہ ارضِ مقدس کی فتح ان کے زمانے میں ہوگی، مگر تقدیرِ خداوندی کے مطابق یہ امر حضرت موسیٰ کے زمانے میں نہیں بلکہ ان کے ساتھی حضرت یوشع کے زمانے میں مقرر تھا، یہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسے حضور نے شام میں رومیوں کے خلاف جہاد کا ارادہ فرمایا۔ آپ 9ھ میں تبوک تک تشریف لے گئے، پھر اسی سال واپس تشریف لائے۔ اس کے بعد 10ھ میں حج ادا فرمایا، پھر واپسی پر شام کی طرف پیش قدمی کے لئے حضرت اسامہ کی قیادت میں ایک لشکر تیار فرمایا جو آپ کے آگے پیش رو تھا۔ آپ خود بھی ان کے پیچھے نکلنے کا عزم رکھتے تھے، لیکن جب حضور نے لشکرِ اسامہ کو تیار فرمایا تو آپ کا وصال ہو گیا اور اس وقت لشکر جُرف کے مقام پر خیمہ زن تھا۔ چنانچہ آپ کے سچے جانشین اور خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق نے اس لشکر کو روانہ کیا۔ پھر جب جزیرۂ عرب میں پھیلی ہوئی فتنہ انگیزی ختم ہو گئی، حالات سنبھل گئے اور حق اپنے مقام پر واپس آ گیا، تو حضرت ابو بکر نے دائیں بائیں طرف لشکر روانہ کیے، ایک عراق کی جانب، جہاں فارس کے بادشاہ کسریٰ کی حکومت تھی اور دوسرے شام کی طرف، جہاں رومی بادشاہ قیصر کی سلطنت تھی۔ اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی، انہیں غلبہ بخشا اور دشمنوں کی پیشانیاں ان کے قبضے میں دے دیں۔

بالکل اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اللہ پاک کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کو منظم کیا اور ان پر نگران مقرر فرمایا، مگر فتح سے پہلے آپ وصال فرما گئے اور جس مشن کا آغاز حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا اس کی تکمیل آپ کے سچے جانشین اور نائب حضرت یوشع نے فرمائی، پھر جب بنی اسرائیل نے حکمِ خداوندی کو پورا کیا تو اللہ پاک نے ارضِ مقدس کے ساتھ ساتھ دیگر شہروں اور سلطنتوں پر بھی انہیں غلبہ عطا فرمایا۔[11]

فتحِ ارضِ مقدس کے نتائج

علامہ ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ اس جنگ میں بے شمار مال و دولت ہاتھ آیا، بارہ ہزار مَردوں اور عورتوں کو قتل کیا گیا، بہت سے بادشاہوں سے جنگ چھڑی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام نے شام کے اکتیس بادشاہوں پر غلبہ پایا تھا۔[12]

دیگر فتوحات

حضرت یوشع علیہ السلام فتحِ ارضِ مقدس کے بعد کنعان کے

Go To Index

دوسرے شہروں کو فتح کرتے ہوئے ارضِ فلسطین میں داخل ہوگئے۔ اس طرح اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے کنعان، فلسطین اور شام تک کا پورا علاقہ بنی اسرائیل کے حوالے کردیا۔

اس فتح کے بعد حضرت یوشع نے عمالقہ و دیگر بادشاہوں سے بھی جہاد کیا اور ان پر غلبہ پایا۔ علامہ ابنِ جوزی کی کتاب "المنتظم فی تاریخ الملوک والامم" کے مطابق اس کی کچھ تفصیلات درج ذیل ہیں:

- حضرت یوشع نے عمالقہ قوم سے جنگ کی، جن کا سردار سمیدع بن ہوبر تھا۔ ایلہ کے مقام پر یہ مقابلہ ہوا، سمیدع مارا گیا اور عمالقہ کی بڑی تعداد قتل ہوئی۔
- ہشام بن محمد کلبی کا کہنا ہے کہ حضرت یوشع کے ہاتھوں قتل کے بعد کچھ کنعانی باقی رہ گئے تھے۔ بعد میں افریقیش بن قیس نامی شخص افریقہ کی طرف جاتے ہوئے ان لوگوں کو ساتھ لے گیا، وہاں کے بادشاہوں کو قتل کیا اور ان کنعانیوں کو وہاں آباد کیا۔ یہی لوگ بعد میں بربر کہلائے، کیونکہ افریقیش نے ان کی زبان سن کر کہا تھا: تم بہت زیادہ بربربر کرتے ہو، اسی سے ان کا نام بربر پڑ گیا۔
- اسی طرح حضرت یوشع نے ایک اور بادشاہ سے جنگ کی، اسے شکست دے کر سولی پر لٹکایا، شہر کو جلا دیا اور بارہ ہزار افراد کو قتل کیا۔
- ایک اور بستی کے لوگوں نے دھوکا دے کر امان حاصل کی، مگر بعد میں بدعہدی کی تو حضرت یوشع نے ان کے خلاف دعا کی کہ وہ ہمیشہ لکڑیاں کاٹنے والے اور پانی بھرنے والے رہیں۔ چنانچہ وہ ایسے ہی بن گئے۔
- پانچ بادشاہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے۔ حضرت یوشع نے غار کا دہانہ بند کروا دیا، دشمنوں سے فارغ ہو کر انہیں باہر نکلوایا، قتل کیا اور سولی پر لٹکا دیا۔
- الغرض حضرت یوشع علیہ السّلام نے مجموعی طور پر 31 بادشاہوں کو شکست دی، زمین فتح کی اور بنی اسرائیل میں تقسیم کی۔(13)

فتح بیت المقدس کے بعد جب بنی اسرائیل بیت المقدس کو فتح کرکے اس میں رہائش پذیر ہوگئے تو آپ اللہ پاک کی کتاب تورات کے مطابق ایک عرصے تک ان کے درمیان فیصلے فرماتے رہے جب آپ کی عمر مبارک 127 سال ہوئی تو اللہ پاک نے آپ کی روح قبض فرمالی۔(14) حضرت موسیٰ کے بعد آپ نے 27 سال تک بنی اسرائیل کی قیادت فرمائی۔(15)

نیک و بد سب کی ہلاکت حضرت وضین بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت یوشع بن نون علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں تمہاری قوم کے ایک لاکھ چالیس ہزار نیک لوگوں اور ساٹھ ہزار برے لوگوں کو ہلاک کر دوں گا۔ حضرت یوشع علیہ السّلام نے (حکمت جاننے کے لئے) عرض کی: اے میرے رب! تو ان کے برے لوگوں کو ہلاک فرما دے لیکن ان کے نیک لوگ کس بنا پر ہلاک کیے جائیں گے۔ ارشاد فرمایا: یہ برے لوگوں کے پاس جاتے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں اور میری ناراضی سے صَرفِ نظر کر کے (ان کے گناہوں اور نافرمانیوں پر) غصہ نہیں کرتے۔(16)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے نافرمانوں کی صحبت میں بیٹھنا اور قدرت کے باوجود انہیں رب کی نافرمانی سے منع نہ کرنا اور برائیوں سے نہ روکنا نیک لوگوں کو بھی اللہ پاک کے غضب و عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔(17)

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 74/267، 268 (2) المنتظم، 1/377 ماخوذاً (3) البدایہ و النہایہ، 1/425 ملخصاً (4) البدایہ و النہایہ، 1/425 ملخصاً (5) مسلم، ص743، حدیث: 4555 (6) مرقاۃ المفاتیح، 7/600، تحت الحدیث: 4033 (7) عمدۃ القاری، 10/453، 454، تحت الحدیث: 3124 (8) سیرت مصطفیٰ، ص727 (9) مسند امام احمد، 14/65، حدیث: 8315 (10) البدایہ و النہایہ، 1/426 (11) البدایہ و النہایہ، 1/422 (12) البدایہ و النہایہ، 1/425 (13) المنتظم، 1/378، 379 ملخصاً (14) البدایہ و النہایہ، 1/429 (15) المنتظم، 1/379 (16) شعب الایمان، 7/53، حدیث: 9428 (17) سیرت الانبیاء، ص657

Go To Index

اِستقامت

محترمہ اُمِّ سلمہ مدنیہ عطاریہ
ملیر کراچی

جب رات ہوتی اور لوگ سو جاتے تو حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا خود سے کہتیں: رابعہ! شاید یہ زندگی کی آخری رات ہو، ہو سکتا ہے تجھے کل کا سورج دیکھنا نصیب نہ ہو، اُٹھ اور اپنے رب کی عبادت کرلے تاکہ قیامت کے روز شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے، ہمت کر! سونا مت! جاگ کر اپنے رب کی عبادت کر! پھر صبح تک نوافل ادا کرتیں، نمازِ فجر کے بعد دوبارہ خود سے کہتیں: اے نفس! تمہیں مبارک ہو! پچھلی رات تونے بڑی تکلیف اُٹھائی مگر یاد رکھ! یہ دن زندگی کا آخری دن ہو سکتا ہے، یہ کہہ کر عبادت میں مشغول ہو جاتیں، نیند کا غلبہ ہوتا تو گھر میں ٹہلنے لگتیں اور خود سے کہتیں: رابعہ! یہ بھی کوئی نیند ہے! اس کا کیا لطف! اسے چھوڑ اور قبر میں مزے سے لمبی مدت تک سوتی رہنا، آج تو تجھے زیادہ نیند نہیں آئی لیکن آنے والی رات نیند خوب آئے گی، ہمت کر اور اپنے ربّ کو راضی کرلے۔ اس طرح کرتے کرتے آپ نے 50 سال گزار دیئے، نہ کبھی بستر پر دراز ہوئیں، نہ تکیے پر سر رکھا، یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئیں۔[1]

سبحان اللہ! حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کی استقامت پر قربان جایئے کہ مسلسل پچاس سال ربّ کریم کی عبادت میں مصروف رہتے ہوئے گزارے۔ استقامت واقعی ایک عظیم سعادت ہے جس کا بیان قرآن و حدیث میں کئی جگہ آیا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم جوش میں آکر عبادات کا آغاز تو بڑے شوق سے کر دیتی ہیں، توبہ کے آنسو بہا کر گناہوں سے کنارہ کش ہونے کا عزم بھی کر لیتی ہیں، مگر چند ہی دنوں بعد سستی اور غفلت آہستہ آہستہ دل پر چھا جاتی ہے اور استقامت کا چراغ مدھم پڑنے لگتا ہے۔ یاد رکھیے! فرض عبادات تو ہر حال میں ہماری ذمہ داری ہے، لیکن نوافل، تلاوت، ذکر و درود، اجتماعات اور درس و مطالعہ ہی وہ اعمال ہیں جو روح کو تازگی بخشتے ہیں۔ ان پر ثابت قدمی کے لئے ضروری ہے کہ سستی کو بہانہ نہ بنائیں، بلکہ مضبوط ارادے کے ساتھ اپنے اوقات کو اس طرح سنواریں کہ نیکیاں معمول بن جائیں۔ کیونکہ ایک بار نیکی چھوٹ جائے تو دل کا شوق بھی کم ہونے لگتا ہے، اور پھر واپسی مشکل ہو جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن کاموں کو ہم مستقل مزاجی سے کرتی ہیں، وہ ہماری عادت بن جاتے ہیں اور بوجھ محسوس نہیں ہوتے، بلکہ اگر کبھی ناغہ ہو جائے تو دل میں ایک خلا سا پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ابتدا میں چاہے دل آمادہ نہ بھی ہو، خود کو عبادات کی طرف مائل کیجیے اور پابندی کے ساتھ نیک اعمال انجام دیتی رہیے۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہی اعمال دل کی راحت اور روح کی لذت بن جائیں گے۔ اگر کبھی مجبوری سے کوئی نیکی رہ جائے تو اسے معمول نہ بننے دیجیے، فوراً سنبھل کر دوبارہ اپنے راستے پر آجایئے۔ توبہ پر ثابت قدمی کے لئے گناہوں کے اسباب سے دوری بھی ضروری ہے۔ بری صحبت، نامناسب مجالس اور گناہ پر ابھارنے والے مناظر سے بچیے۔ آغاز ہی میں نفس کی مخالفت کرلی جائے تو گناہ چھوڑنا آسان ہوتا ہے، ورنہ تکرار اسے عادت بنا دیتی ہے اور پھر واپسی دشوار ہو جاتی ہے۔

نیکیوں پر چلنے اور گناہوں سے بچنے کی راہ میں آنے والی آزمائشوں کا ہمت و حوصلے سے سامنا کیجیے۔ حالات ذرا سے ناموافق ہوں تو استقامت کا دامن ہرگز نہ چھوڑیے، بلکہ بلند ہمتی کو شعار بنایئے۔ نیکیوں کے فضائل اور گناہوں کے انجام کو سامنے رکھ کر مضبوط عزم کے ساتھ ثابت قدم رہیے۔ ساتھ ہی رب کی بارگاہ میں استقامت کی دعائیں بھی مانگتی رہیے۔ اللہ پاک ہمیں ایمان، توبہ اور اعمالِ صالحہ پر استقامت عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ خاتمِ النّبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 حکایات الصالحین، ص40

شرحِ قصیدۂ معراجیہ (قسط 11)

محترمہ بنتِ اشرف مدنیہ عطاریہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان) گوجرہ منڈی بہاؤالدین

43

یہی سَماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلئے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **سماں:** منظر۔ **پیکِ رحمت:** رحمت کا قاصد یعنی فرشتہ۔ **کشادہ:** کھلے۔ **کلیم:** حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

مفہومِ شعر: ابھی یہی نظارہ قائم تھا کہ رحمت کا فرشتہ پیغام لے کر آیا کہ حضرت! تشریف لے چلئے۔ اللہ پاک نے اپنا دیدار کروانے کے لئے آپ پر وہ راستے بھی کھول دیئے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بند تھے۔

شرح: اب عرش سے آگے بڑھنے کا مرحلہ اور کلیم و حبیب کا مختصر سا تقابل بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ انہی مبارک لمحات میں جبکہ حضور عرش پر اپنی ضیائیں لٹا رہے تھے اور ملک و فلک آپ پر قربان ہوئے جا رہے تھے رحمت کا فرشتہ پیغام لے آیا کہ حضرت چلئے! اللہ پاک نے اپنا دیدار کروانے کے لئے آپ پر وہ راستے بھی کھول دیئے ہیں جو حضرت موسیٰ کے لئے بند تھے، جن راستوں پر اُنہیں چلنے نہ دیا گیا وہ آپ کے لئے کھلے ہوئے ہیں، ان کو لَنْ تَرٰانِیْ (تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے) کا پیغام تھا مگر آپ کو انتہائی قرب کے ساتھ وصال میسر ہو گا، کیونکہ صرف محبوب ہی کی آنکھیں ہیں جو اپنے ربِ کریم کا جلوہ دیکھنے کی تاب رکھتی ہیں۔ کسی بھی نبی کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہوا جو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو عطا ہوا، چنانچہ جب رفرف بھی بہت سے حجابات و مقامات طے کرا کے رخصت ہو گیا تو حضور تنہا دربارِ عالی میں پہنچے اور ”اُدْنُ مِنِّی“ کی دل آویز صدا سے نوازے گئے۔

44

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرورِ مُمَجَّد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سَماں تھا یہ کیا مزے تھے

مشکل الفاظ کے معانی: **قریں:** قریب۔ **سرورِ ممجد:** بزرگی والے سردار۔ **ندا:** پکار۔

مفہومِ شعر: حضور جب حجاباتِ عظمت کو طے کرتے ہوئے خلوت گاہِ قدس میں پہنچے تو آپ کو جس انداز میں قریب آنے کے لئے پکارا گیا، اس پکار پر قربان جائیں، اس ندا میں جو مزہ اور لطف و محبت کے راز اور اشارے پوشیدہ تھے انہیں لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

شرح: حجاباتِ عظمت سے آگے جب حضور حریمِ کبریا میں پہنچے تو آپ کو ندا دی گئی: اے احمد! قریب آیئے! حدیثِ پاک میں ہے: کسی پکارنے والے نے ابو بکر کی آواز میں مجھے پکارا: ٹھہر جایئے! آپ کا رب صلوٰۃ فرما رہا ہے، ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ کیا ابو بکر مجھ سے پہلے یہاں موجود ہے؟ کہ اتنے میں علوِ اعلیٰ سے پکارا گیا: اے مخلوق میں سب سے بہترین! قریب آیئے! اے احمد! اے محمد! قریب آیئے! حبیب کو نزدیک آنا چاہیے۔[1] چنانچہ،

حضور قریب ہوئے اور بہت ہی نزدیک سے رب کا دیدار کیا، جیسا کہ ایک روایت میں حضور کا فرمان ہے: میں نے اپنے رب کو بہت اچھی صورت میں دیکھا ہے، پھر اس نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنے دستِ قدرت کو رکھا تو میں نے اس سے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔[2]

45

تَبٰرَكَ الله شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوشِ لَنْ تَرٰنِی کہیں تقاضے وصال کے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:تبارک اللہ: اللہ برکت والا ہے۔ **زیبا:** لائق / جچتی۔ **لن ترانی:** (اے موسیٰ!) تو ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گا۔ **تقاضا:** مطالبہ۔ **وصال:** ملاقات۔

مفہومِ شعر: اے اللہ! تو بڑا ہی برکت والا ہے اور یقیناً بے نیازی تجھی کو لائق ہے کہ کہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلبِ دید کے باوجود فرمایا جارہا ہے کہ تو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکے گا اور کہیں خود اپنے محبوب کو اپنا دیدار کروانے کے لئے جبرئیل و براق کو بھیجا جارہا ہے۔

شرح: قرآنِ مجید میں ہے: قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ (پ9، الاعراف:143) ترجمہ: تو اس نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ (اللہ نے) فرمایا: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

حاشیہ صاوی میں ہے: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک کا کلام سناتو کلامِ ربانی کی لذت نے انہیں اللہ پاک کے دیدار کا مشتاق بنادیا۔ چنانچہ انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیرا دیدار کرلوں، یعنی صرف دل یا خیال کا دیدار نہیں مانگتا بلکہ آنکھ کا دیدار چاہتا ہوں کہ جیسے تو نے میرے کان سے حجاب اٹھا دیا اور میں نے تیرا کلامِ قدیم سن لیا ایسے ہی میری آنکھ سے پردہ ہٹا دے تاکہ تیرا جمال دیکھ لوں۔ مگر ارشاد ہوا: تم دنیا میں میرا دیدار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔[3]

یہ اللہ پاک کی شانِ بے نیازی ہے کہ جنابِ کلیم کو طلب کے باوجود انکار فرمادے اور چاہے تو حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو خود اپنی بارگاہ میں طلب فرمالے، پھر خود ہی حضرت کلیم کی خواہش کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنا نہ سہی مگر ان آنکھوں کا دیدار عطا فرمادے جنہوں نے اس کی ذاتِ باری کا دیدار کیا۔

یاد رہے کہ حضرت موسیٰ کی طلب پر انہیں یہ نہیں کہا گیا کہ ہم تمہیں دیدار نہیں کرواسکتے! کیونکہ اس میں مجبوری ہے جو اللہ پاک کے شایانِ شاں نہیں ہے، لہٰذا فرمایا گیا کہ ”تم مجھے نہیں دیکھ سکتے!“ یعنی ہم تو دکھانے کو تیار ہیں مگر تمہاری آنکھوں میں وہ طاقت نہیں کہ تم ہمیں بے حجاب دیکھ سکو، ہمیں بے حجاب دیکھنے کی طاقت وصلاحیت تو صرف ایک ہی آنکھ میں ہے اور وہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی آنکھ ہے۔ اس بات کو حضرت شیخ جمالی دہلوی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب بیان کیا ہے:

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات

تو عین ذات می نگری در تبسمی

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جلوۂ صفاتی کی ایک تجلّی سے ہی بے ہوش ہوگئے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عین ذات کو دیکھتے رہے اور تبسم بھی فرماتے رہے۔

46

خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے

پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

مشکل الفاظ کے معانی:خرد: عقل۔ **یاں:** یہاں کا مخفف۔ **جہت:** سمت۔ **لالے:** فکر پڑنا۔

مفہومِ شعر: عقل کو کہہ دو کہ وہ سر جھکالے کہ جنہوں نے گزرنا تھا وہ گزر چکے ہیں، اب فکر کرنا چھوڑ دے یہاں تو خود شش جہت (آگے پیچھے، اوپر نیچے، دائیں بائیں) کو لالے پڑ گئے ہیں پھر وہ کیسے بتائے کہ آنے والے کدھر سے آئے اور کدھر گئے؟

شرح: حضور شبِ معراج لامکاں گئے، عالمِ بالا کی سیر کی، اس مقام تک پہنچے کہ جو شش جہت سے پاک ہے، یہاں، وہاں، کب کہاں؟ ان تمام جہتوں اور سمتوں کی قید سے آزاد ہے، پھر عقل کی رسائی وہاں تک کیسے ممکن ہے؟ لہٰذا عقل کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ وہ حضور کی شان و عظمت کو تسلیم کرلے۔

❶ مواہب لدنیہ، 2/381 ❷ مشکاۃ المصابیح، 1/152، حدیث: 725 ❸ حاشیہ صاوی، ص707 مفہوماً

Go To Index

63 نیک اعمال

(نیک عمل نمبر 40)

اسلام ایک ایسا دین ہے جو ذہن، روح اور جسم کی صفائی کے ساتھ ساتھ پاکیزگی کو پسند کرتا اور اس کا درس دیتا ہے۔ پاکیزہ جسم اور روح نہ صرف دل کو خالص رکھتے ہیں بلکہ یہ ہماری صحت کے بھی ضامن ہیں۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۝۲۲۲ (پ2، البقرۃ:222) ترجمہ: بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا کہ بے شک اسلام صاف ستھرا دین ہے، تو تم بھی پاکیزگی حاصل کرو کیونکہ جنت میں وہی داخل ہو گا جو ظاہر و باطن میں صاف ستھرا ہو گا۔ (1)

حضرت علامہ عبدُ الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ صاف ستھرا رہنے کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ہر وہ چیز جس سے انسان نفرت وحقارت محسوس کریں اس سے بچا جائے خصوصاً صاحبِ اقتدار اور علمائے کرام کو (ایسا کرنا لازم ہے)۔ (2)

صفائی ستھرائی کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں نیک اعمال کے رسالے میں سوال نمبر 40 یہ عطا فرمایا ہے کہ کیا آج آپ نے صفائی ستھرائی اور سلیقہ مندی کا خیال رکھا؟ (**صفائی ستھرائی:** یعنی بدن ولباس گھر اور بچوں کو صاف رکھنا وغیرہ۔ **سلیقہ:** یعنی وقت کی پابندی، گھر اور اپنی یا کسی اور کی گاڑی میں بیٹھتے وقت بلا ضرورت زور سے دروازہ بند کرنا، اپنے گھر، تعلیم گاہ یا کسی کے ہاں کی جو چیز اجازت ہونے کی صورت میں اٹھائی پھر اسی جگہ رکھنا وغیرہ)

اس سوال کے دو حصے ہیں:

(1) صفائی ستھرائی (بدن ولباس گھر اور بچوں کو صاف رکھنا وغیرہ): ہمارے دینِ اسلام میں صفائی ستھرائی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خود بھی ہمیشہ پاک و صاف رہتے اور دوسروں کو بھی اسی کی ترغیب دلایا کرتے، چنانچہ ایک روایت میں آپ کا فرمان ہے: بے شک اللہ پاک ہے، پاکی کو پسند فرماتا ہے، ستھرا ہے، ستھرا پن پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے صحن صاف رکھو اور یہود سے مشابہت نہ کرو۔ (3)

حکیمُ الاُمت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک بندے کی ظاہری باطنی پاکی پسند فرماتا ہے بندے کو چاہیے کہ ہر طرح پاک رہے جسم، نفس، روح، لباس، بدن، اخلاق غرضکہ ہر چیز کو پاک صاف رکھے۔ اقوال، افعال، احوال، عقائد سب درست رکھے۔ **اپنے صحن صاف رکھو** یعنی اپنے گھر تک صاف رکھو لباس، بدن وغیرہ کی صفائی تو بہت ہی ضروری ہے گھر بھی صاف رکھو وہاں کوڑا جالا وغیرہ جمع نہ ہونے دو۔ (4)

طبی اعتبار سے صفائی کی اہمیت: اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنا نہ صرف اجر و ثواب کے حصول کا باعث ہے بلکہ اس کے کئی دنیوی فوائد بھی ہیں۔ جبکہ گندگی اور آلودگی نہ صرف اسلامی نقطۂ نظر سے ناپسندیدہ چیزیں ہیں بلکہ دنیاوی اعتبار سے بھی اس کے کثیر نقصانات ہیں اور صفائی کا خیال نہ رکھنے کے باعث کثیر بیماریاں بھی ہو سکتی ہیں، مثلاً: ڈائریا، ٹائیفائڈ، ٹی بی، جلدی بیماریاں، مثلاً: خارش وغیرہ۔

صفائی کی اقسام: صفائی کی دو قسمیں ہیں:

(1) ذاتی صفائی: اپنے جسم اور لباس وغیرہ کو صاف ستھرا رکھنا

Go To Index

کئی بیماریوں سے بچانے کے ساتھ ساتھ انسان کی شخصیت کو پُرکشش بناتا اور اعتماد و وقار میں اضافہ کرتا ہے جبکہ گندے لباس اور میلے کچیلے جسم والوں کو نہ صرف حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ ایسے لوگوں میں خود اعتمادی کی کمی بھی پائی جاتی ہے۔ جسم و لباس کے علاوہ اپنی سواری، موبائل فون، لیپ ٹاپ، ٹیبلیٹ، پی سی، چپل، جرابیں، چادر، گھڑی، رومال، قلم، بیگ وغیرہ استعمالی چیزوں کو بھی صاف رکھا جائے اور جن چیزوں کو دھونا ممکن ہو وقتِ مناسب پر دھویا جائے۔ ہاتھ پاؤں کے ناخن ہفتے میں ایک بار ضرور کاٹیں ورنہ میل جمع ہوتا ہے اور جراثیم پرورش پاتے ہیں جو کھانے کے ذریعے پیٹ میں جاکر بیماریاں، مثلاً: ہیضہ، ڈائریا وغیرہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ دانتوں کی صفائی ستھرائی کا بھی بہت خیال رکھنا چاہیے۔

(2)ماحول کی صفائی: بالخصوص اپنے گھر کے باورچی خانے اور بیتُ الخلاء کی صفائی کا اہتمام کیجیے۔ بہتر یہ ہے کہ صفائی کا شیڈول بنا لیجیے کہ کن چیزوں کی روزانہ، کن کی ہفتہ وار اور کن کی ماہانہ صفائی کرنی ہے، مثلاً: فریج، پنکھوں اور انرجی سیور کی صفائی ستھرائی مہینے میں ایک بار، دروازوں، کھڑکیوں اور الماریوں کی صفائی ہفتہ وار کرنی چاہیے۔

بچوں کی تربیت: بچوں کو بھی شروع ہی سے صفائی کی تربیت دی جائے، کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونے کی مشق کرائی جائے۔ کم از کم رات سونے سے پہلے بالخصوص ہاتھ پاؤں، دانتوں، لباس، سواری، چپل، گھر، دفتر، گلی اور محلے کی صفائی ستھرائی پر بھرپور توجہ دینی چاہیے۔

(2)سلیقہ مندی: سوال کا ایک حصہ سلیقہ مندی کا خیال رکھنے پر مشتمل ہے۔ یاد رہے! اسلام میں ہر چھوٹا بڑا عمل سلیقہ مندی کا تقاضا کرتا ہے اور دینِ اسلام نے ہمیں یہ سلیقہ سکھایا ہے کہ سلیقہ مندی نظم وضبط کے قیام کا باعث ہے۔ بلکہ ہر کام میں نظم وضبط اور ترتیب و سلیقہ مندی کا لحاظ رکھنا دینِ اسلام اور اللہ پاک کو پسند ہے۔

وقت کی پابندی: اسلام کے بنیادی ارکان، یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج سب میں اوقات کی تعیین ضروری ہے۔ خدا کی بنائی ہوئی ہر چیز وقت کی پابندی کا درس دیتی ہے، چاہے آسمان ہو یا زمین، سورج ہو یا چاند، دریا ہو یا پھول، پودے چرند، پرند غرضیکہ ہر ایک چیز کو اللہ پاک نے وقت کا پابند بنا رکھا ہے۔ وقت کی اہمیت سے کوئی بھی عقل مند انکار نہیں کر سکتا۔ وقت ایک قیمتی سامان ہے اور اس کی ضرورت زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔ جو لوگ وقت کے پابند ہوتے ہیں وہی کامیابی سے ہمکنار ہو کر اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

وقت کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے حضور کا یہ فرمانِ مبارک کافی ہے جو حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: (1) اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے (2) اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے (3) اپنی دولت مندی کو اپنی غربت سے پہلے (4) اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت سے پہلے اور (5) اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔[5]

امیرِ اہلِ سنت کے عطا کردہ اس سوال کا مقصد یہی ہے کہ ہم سلیقہ مندی اپنائیں اور ہماری زندگی نظم و ضبط کی عادی ہو جائے۔ چنانچہ مذکورہ سوال میں چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، لہٰذا ہمیں نیک اعمال کے رسالے میں موجود ہر ہر سوال پر عمل کر کے اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے دن رات کوشش کرنی چاہیے اور ہر انگریزی ماہ کی پہلی تاریخ کو یہ رسالہ اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں وہاں کی ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لینا چاہیے۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) کنز العمال، 5/123، جزء:9، حدیث:25996 (2) فیض القدیر، 1/249، تحت الحدیث:257 (3) ترمذی، 4/365، حدیث:2808 (4) مراۃ المناجیح، 6/192 ملخصاً (5) مستدرک، 5/435، حدیث:7916

Go To Index

شرحِ شجرہ

قادریہ، رضویہ، ضیائیہ، عطاریہ (قسط 6)

محترمہ ام فیضان مدنیہ عطاریہ کراچی

6

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

مشکل الفاظ کے معنی: **بہر:** واسطے۔ **شیرِ حق:** سچائی پر ڈٹے رہنے والا شیر۔ **دنیا کے کتے:** لالچی، حریص۔ **عبدِ واحد:** ایک بندہ۔ **بے ریا:** مخلص۔

مفہومِ شعر: یااللہ! مجھے حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے دنیا کے حریص لوگوں سے بچا اور شیخ عبدُ الواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے صرف اپنے ہی دَر کا بنا رہنے کی توفیق عطا فرما۔

شرح: اس شعر میں سلسلۂ عالیہ، قادریہ، رضویہ، عطاریہ کے 12 ویں اور 13 ویں شیخِ طریقت یعنی حضرت ابو بکر شبلی اور حضرت عبد الواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہما کے وسیلے سے دعا کی گئی ہے۔ پہلے مصرعے میں بڑی مہارت کے ساتھ **شیرِ حق** کے مقابلے میں **دنیا کے کتے** کا لفظ لایا گیا، جو کہ ایک دوسرے کا متضاد ہے، جبکہ دوسرے مصرعے میں **عبدِ واحد** یعنی ایک خدا کا بندہ کے ساتھ دعائیہ کلمہ **ایک کا رکھ** لانے میں مناسبت یہ ہے کہ دونوں کلمات میں لفظ **ایک** کا معنی ہے۔ مذکورہ دونوں عظیم ہستیوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

حضرت شیخ ابو بکر شبلی: آپ کی ولادت 247ھ میں بغداد شریف کے قریب **سامرہ** نامی علاقے میں ہوئی اور یہیں آپ نے 27 ذوالحجۃ الحرام 334ھ کو 88 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا نام **جعفر** اور کنیت **ابو بکر** ہے۔ شبلہ یا شبیلہ کے علاقے میں رہنے کی وجہ سے آپ کو **شبلی** کہا جاتا ہے۔[1]

آپ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ کو اللہ پاک کے مبارک نام سے اس قدر محبت تھی کہ جہاں کہیں لفظ **اللہ** لکھا دیکھتے فوراً چوم لیتے اور بڑی تعظیم کرتے۔[2] عبادات و ریاضات میں آپ کا مقام بہت ہی بلند ہے۔ آپ کے شوقِ عبادت کا حال یہ تھا کہ ابتدائے مجاہدہ میں آپ اپنی آنکھوں میں نمک ڈال لیا کرتے تھے تاکہ ساری رات جاگتے رہیں اور آنکھوں میں نیند نہ آئے۔[3] آپ نے 30 سال علمِ دین حاصل کر کے فقہ و حدیث میں بُلند مقام حاصل کیا۔ آپ مالکی تھے، حدیثِ پاک کی مشہور کتاب **مُؤطا امام مالک** آپ کو زبانی یاد تھی۔[4]

حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی: حضرت شیخ ابو الفضل عبد الواحد تمیمی بن عبد العزیز تمیمی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ، صوفیِ باصفا اور ولیِ کامل تھے۔ آپ کا تعلق عرب شریف کے قبیلے بنو تمیم سے تھا، اس لئے آپ کو تمیمی کہا جاتا ہے۔ یہ وہی مبارک قبیلہ ہے جس سے مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے۔

آپ نے حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ عبادت و ریاضت میں یگانۂ روزگار اور عادات و اطوار میں اپنے پیر و مرشد کے آئینہ دار تھے۔ فقہ میں آپ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔ آپ نے 26 جمادی الثانی 410ھ کو وصال فرمایا اور آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں موجود ہے۔

اللہ پاک ان بزرگوں کے وسیلے سے ہمیں نفسانی خواہشات و ریاکاری سے بچتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اپنی عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

1 تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 202 2 تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 205
3 تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 201 4 تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، ص 202

چہرہ خوبصورت بنانے کا عمل

سوال: چہرے کو خوبصورت بنانے کے لئے کوئی عمل یا وظیفہ بتا دیجیے۔

جواب: تہجد کی نماز صحیح طریقے سے ادا کی جائے تو اس سے چہرے پر نور آتا ہے، مگر نماز تہجد اس نیت سے نہ پڑھی جائے کہ چہرہ نورانی ہو جائے بلکہ اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کی نیت سے پڑھی جائے، ضمناً چہرے پر نورانیت بھی ان شاء اللہ آ ہی جائے گی۔ نورانیت سے بڑھ کر اور کیا خوبصورتی ہو سکتی ہے! سفید رنگ تو انگریزوں کے بھی ہوتے ہیں مگر ان میں نورانیت نہیں ہوتی اور بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔ نورانیت ان لوگوں کے چہروں پر ہوتی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نور مانتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے، دنیا دیکھی بھالی ہے، علمائے اہلسنت و مشائخِ اہلسنت اور جو بھی باریش اور باعمل سنّی مسلمان ہوتے ہیں ان کے چہرے نکھرے نکھرے اور نور نور نظر آتے ہیں کیونکہ ہمارا چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک کی زبان پر یہی ہوتا ہے:

نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے
سارے عالم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے

نمازِ تہجد ادا کرنے کا وقت

سوال: کیا نمازِ تہجد ادا کرنے کا وقت رات بارہ بجے ہے؟

جواب: عشا کی نماز پڑھ کر اگر کوئی ایک منٹ کے لئے بھی سو گیا تو وہ تہجد کی نماز ادا کر سکتا ہے۔ مثلاً: سوا آٹھ 8:15 بجے عشا کی نماز کا وقت ہے، کوئی شخص نماز پڑھ کر سو گیا پونے نو 8:45 بجے اس کی آنکھ کھل گئی تو وہ تہجد ادا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ساری رات جاگتا رہا تو وہ تہجد کی نماز ادا نہیں کر سکتا کیونکہ نمازِ تہجد کے لئے عشا کی نماز کے بعد سونا شرط ہے چاہے ایک منٹ کے لیے سوئے اگرچہ بیٹھے بیٹھے آنکھ لگ جائے۔[1]

چہرے کے داغ دھبّوں کا روحانی علاج

سوال: میرے چہرے پر بلاوجہ کالے دھبّے ہیں۔ میں نے ان کا بہت علاج کروایا ہے مگر فرق نہیں پڑا اس لئے میں بہت پریشان ہوں۔ آپ مجھے ان کا کوئی روحانی علاج بتا دیجیے۔

جواب: لفظ "بلا وجہ" تو خیر سوال کرنے والے کے منہ سے نکل گیا ہو گا ورنہ جو بھی مرض ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے۔ قدَّرَ اللہُ وماشاءَ فعلَ یعنی اللہ پاک نے جیسا مقدر کیا اور جو چاہا وہ ہوا۔ کالے دھبّوں سے بندہ نفسیاتی طور پر پریشان ہوتا ہے ورنہ بعض اوقات دھبّوں سے اتنا مسئلہ ہوتا نہیں ہے۔ آپ اللہ پاک کا شکر ادا کریں کہ صرف دھبّے پڑے ہیں، ان سے خون اور پیپ نہیں بہہ رہا اور نہ ہی جلن ہو رہی ہے ورنہ آپ سو نہ پاتے، اللہ پاک نے جیسا کیا بندہ اس پر راضی رہے۔ بے شک علاج کرے مگر کڑھے نہیں اور نہ ہی اس کے لئے دل جلائے۔ اگر دل جلانا ہے تو قبر و آخرت اور نزع کی سختیوں سے بچنے کے لئے جلائے کہ اس میں فائدہ ہے ورنہ داغ دھبّے تو معمولی بات ہے۔ چہرے کا قبر میں کیا انجام ہو گا! بال بکھر جائیں گے، دانت بھی گر جائیں گے اور صرف اللہ پاک کی رحمت کام آئے گی۔

بہر حال اس کا روحانی علاج یہ ہے کہ نماز کے بعد ہتھیلیاں پھیلا کر "**یانور**" 15 بار پڑھ لیجئے اور پھر ہتھیلیوں پر دم کر کے اپنے چہرے پر پھیر لیا کیجئے۔ اگر تا حصولِ مراد ایسا کرتے رہیں گے تو اللہ پاک اپنے مبارک نام "نور" کی برکتوں سے آپ کو نواز دے گا۔ آدمی کو فقط چہرے پر نور ہی کی فکر کے بجائے

Go To Index

دل چمک اٹھے اور قبر بھی جگمگاتی رہے اس کی بھی فکر کرنی چاہیے۔ اگر بظاہر چہرہ روشن ہو جیسا کہ سفید چمڑی والے گورے گورے لوگ ہوتے ہیں لیکن دل کالا کالا ہو تو پھر کیا فائدہ؟ اللہ پاک ہمارے چہروں کو بدنمائی سے بچائے اور ہمارے دل بھی نورانی کر دے۔

دل اپنا چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے
کر آنکھیں بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ [2]

فیشل کروانا کیسا؟

سوال: کیا فیشل Facial کروانا جائز ہے؟

جواب: مجھے ایسا لگتا ہے کہ جو فیشل کرواتے ہیں انہیں یہ احساسِ کمتری ہوتا ہے کہ میں خوبصورت نہیں ہوں، حالانکہ جتنی دیر یہ فیشل کے لئے بیٹھے رہتے ہیں اتنی دیر اللہ پاک کا ذکر کر لیں یا تہجد پڑھنے کی عادت بنالیں تو عبادت کا ایسا نور آئے گا کہ چہرہ چمک جائے گا۔ کسی چینل والے نے نگرانِ شوریٰ کو کہا تھا کہ تم لوگ مدنی چینل پر Puffing (چھوٹی گول گدّی کے ذریعے چہرے پر پوڈر اور کریم وغیرہ لگانے کا عمل) کیوں نہیں کرتے؟ نگرانِ شوریٰ نے کہا: Puffing سے کیا ہوتا ہے؟ کہا: پسینہ وغیرہ نہیں آتا۔ نگرانِ شوریٰ نے بڑا زوردار جواب دیا: ہم تو ملتان میں لاکھوں کے اجتماع میں بیان کرتے ہیں اور پسینہ بھی بہہ رہا ہوتا ہے، پھر بھی لوگ ہمیں سنتے ہیں، پسینہ آئے گا تو کیا نقصان ہو جائے گا! مجھے کسی مذہبی آدمی نے جو کسی چینل پر آتے تھے، Puffing کے حوالے سے بتایا تھا کہ دیگر چینلز پر Puffing کرنے والی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں، لیکن میں نے آج تک کسی لڑکی سے Puffing نہیں کروائی۔ میرے لئے یہ سب بات نئی تھی۔ بہر حال! ان چکروں میں نہ پڑیں اور اللہ پاک کی عبادت کریں، عبادت چہرہ چمکانے کی نیت سے نہیں بلکہ اللہ پاک کو راضی کرنے کی نیت سے کرنی ہے، ان شاءاللہ چہرہ بھی چمکے گا، دل بھی چمکے گا، اعمال نامہ بھی جگ مگ کرتا رہے گا اور قبر بھی روشن ہو جائے گی۔ یہ فیشل اور Puffing وغیرہ عورتوں کے کام ہیں۔ عورت بھی یہ چیزیں گھر کی چار دیواری میں وہ بھی شوہر کی رضامندی کے لئے کر سکتی ہے، بشرطیکہ ان چیزوں میں کوئی ناجائز اور ناپاک چیز ملی ہوئی نہ ہو۔[3] بعض اسکولوں میں ایسا ہوتا ہے کہ وہ طلبا کو مختلف کریمیں لگا کر اور چہرہ چمکا کر بھیجنے کا کہتے ہیں۔ بچے ویسے ہی امرد ہوتے ہیں، ان سے نظر بچانی چاہیے، تو انہیں Attractive (پرکشش) بنوانا کتنا خطرناک ہے! بچوں کی Attraction (کشش) بڑھانی نہیں، بلکہ گھٹانی چاہیے، ورنہ فتنے ہوتے ہیں۔[4]

عورت کے چہرے پر داڑھی نکل آئے تو وہ کیا کرے؟

سوال: مرد داڑھی اور ابرو کے بال نہیں کاٹ سکتا۔ عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کے چہرے پر داڑھی نکل آئے تو مستحب یہ ہے کہ وہ صاف کر دے،[5] لیکن مرد داڑھی صاف نہیں کرے گا۔ ابرو کے بال کاٹنا مرد اور عورت دونوں کے لئے منع ہے۔[6] البتہ! اگر ابرو کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بدنما لگیں تو اتنا حصّہ کاٹ دیں۔[7] پوری ابرو مونڈ کر اس میں کاجل یا سرمہ وغیرہ بھرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔[8]

نظر اتارنے کا طریقہ

سوال: اگر کسی کو نظر لگ جائے تو اس کی نظر کیسے اتاری جائے؟

جواب: نظر اتارنے کے بہت سے طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر جس کو نظر لگی ہو اس پر دم کر دیا جائے ان شاءاللہ نظر اتر جائے گی۔[9]

---

1. ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 1/169، 170
2. ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 3/95، 96
3. مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص189 ماخوذاً
4. ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 4/310
5. ردالمحتار، 9/615
6. درمختار مع ردالمحتار، 9/615
7. ردالمحتار، 9/670
8. ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 5/302
9. ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 3/168

Go To Index

بیٹیاں اور مالی معاملات کی بنیادی تعلیم

اُمِّ میلاد عطاریہ*
* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی)

بیٹیاں اللہ پاک کی نعمت اور گھر کی رحمت ہوتی ہیں۔ ان کی تربیّت اور تعلیم والدین کی اَہم ترین ذمّہ داری ہے۔ آج کے بدلتے ہوئے دور میں جہاں تعلیم، شعور اور خود اعتمادی کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے، وہیں مالی معاملات کی بنیادی تعلیم بھی بیٹیوں کے لیے نہایت ضروری ہوچکی ہے۔

اگر بیٹیوں کو بچپن سے ہی پیسے کی قدر، بچت کے اُصول، خرچ کے توازن اور منصوبہ بندی کی سمجھ دی جائے تو وہ ایک باوقار اور سمجھدار خاتون بن سکتی ہیں۔

مالی تعلیم صرف حساب کتاب سیکھنے کا نام نہیں بلکہ یہ زندگی کے عملی فیصلوں کا شعور دیتی ہے۔ جب بیٹی کو یہ علم ہو کہ آمدنی اور خرچ میں توازن کیسے رکھا جاتا ہے، غیر ضروری چیزوں سے بچت کیوں ضروری ہے، اور مستقبل کے لیے کس طرح منصوبہ بندی کرنی چاہیے، تو وہ نہ صرف اپنی زندگی بہتر بناسکتی ہے بلکہ ضَرورت پڑنے پر اپنے خاندان کے لیے بھی ایک مضبوط سہارا بن جاتی ہے۔

اسلامی تعلیمات مالی نظم و ضبط اور دیانت داری بھی سکھاتی ہیں۔ قراٰنِ پاک میں بارہا انصاف، توازن اور امانت داری کے احکامات ملتے ہیں۔ اگر ہم اپنی بیٹیوں کو مالی علم کے ساتھ دینی اُصولوں کے مطابق تربیّت دیں، تو وہ ایک ایسی نسل کو جنم دیں گی جو ایماندار، سمجھدار اور باشعور ہو گی۔

بیٹیوں کو مالی معاملات کی سمجھ دینا ان کی خود اعتمادی، اور بہتر مستقبل کی ضمانت ہے۔ ایک مالی طور پر باشعور بیٹی: آمدنی اور اخراجات کا بہتر انتِظام کر سکتی ہے۔ بچت، سرمایہ کاری اور بجٹ سازی جیسے اَہم فیصلے کر سکتی ہے۔ مالی دھوکا دہی سے بچ سکتی ہے اور دوسروں کی مدد بھی کر سکتی ہے۔ شادی کے بعد یہ سب سے زیادہ کام آنے والی چیز ہے۔

مالی معاملات کی بنیادی تعلیم میں کیا شامل ہونا چاہیے؟

ان نکات پر توجّہ دینا ضروری ہے:

Go To Index

❁ بنیادی مالی اِصطلاحات کی سمجھ، جیسے بجٹ، آمدنی، خرچ، بچت، قرض، منافع، زکوٰۃ، صدقہ وغیرہ۔

❁ بجٹ بنانا سکھانا، ماہانہ آمدنی اور اخراجات کا حساب رکھنا، ترجیحات طے کرنا اور فضول خرچی سے بچنا۔

❁ بچت کی عادت ڈالنا، بچپن سے ہی سیونگ باکس کی اہمیت اُجاگر کرنا۔

❁ صدقہ و زکوٰۃ کی تربیت، مالی عبادات کی اہمیت اور ان کے معاشرتی اثرات سے آگاہی دینا۔

❁ حلال و حرام کا شعور، اسلامی اُصولوں کے مطابق خرچ اور سرمایہ کاری کی تمیز سکھانا۔

❁ ڈیجیٹل مالیات کی تربیّت، آن لائن بینکنگ، موبائل والٹس اور مالی ایپس کے محفوظ استعمال شرعی رہنمائی کے ساتھ۔

مالی شعور اور معاشرتی اثرات

بیٹیوں کو مالی معاملات کی بنیادی تعلیم دینا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ جب بیٹیاں مالی طور پر باشعور ہوں گی تو وہ ایک مضبوط، خوشحال اور متوازن معاشرہ تشکیل دے سکیں گی۔ دراصل مالی تعلیم صرف پیسے کی نہیں، بلکہ زندگی سنوارنے کی تعلیم ہے۔

ہم میں سے بہت سی خواتین کو مالیاتی انتظام کرنے کا طریقہ نہیں سکھایا جاتا۔ پھر بھی ہر روز ہم کماتی ہیں، ہم خرچ کرتی ہیں، ہم رقم دیتی ہیں، وصول کرتی ہیں، ہم قرض لیتی ہیں اور قرض دیتی ہیں، مگر یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ کتنا، کیسے اور کہاں خرچ کرنا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ کمانا سب کو آ ہی جاتا ہے مگر خرچ کرنا کسی کسی کو آتا ہے۔ جسے خرچ کرنا آتا ہے وہ 100 روپے کو بھی بہترین طریقے سے خرچ کر سکتا ہے اور جسے خرچ کرنا نہیں آتا اس کو 1000 بھی کم لگیں گے۔ ریاضی آپ کو سکھائے گی کہ شرح کیا ہے اور ان کا حساب کیسے لگانا ہے لیکن مالیاتی تعلیم آپ کو اس بات پر غور کرنے میں مدد کرے گی کہ 10 فیصد ڈسکاؤنٹ پر اشیاء خریدنا ایک اچھا فیصلہ ہے یا نہیں۔

جن لوگوں کو مالی معاملات کے بارے میں سکھایا جاتا ہے وہ زیادہ فعّال طور پر بچت کر سکتے ہیں، وہ مالی طور پر زیادہ مثبت رویہ رکھتے ہیں اور مالی انتظام میں پُر اعتماد ہوتے ہیں۔

اعتدال، تقویٰ اور اسلامی نقطہ نظر

مالی معاملات کی تربیت اور مال کے لالچ میں فرق بھی رکھیں، صبر، شکر، درگزر، کفایت شعاری، تقویٰ و پرہیزگاری تربیّت کا لازمی و ضروری حصّہ ہے۔ ہر بات پیسے پر شروع اور پیسے پر ختم کرنا یہ انتہائی مذموم صفات میں سے ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ بچت کا مطلب کنجوسی نہیں، سخاوت کا مطلب فضول خرچی نہیں۔

اسلام اعتدال کو پسند کرتا ہے، دنیا میں رہنے کے لیے کچھ نہ کچھ مال ضروری ہے، مگر اس مال کی جگہ دل میں نہیں بنانی، نہ ہی مال کی ہوس میں اپنا آپ بھولنا ہے۔ دیکھیے مال تو حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھی تھا، آپ کے پاس جو مال تھا وہ کبھی آپ کے دل میں جگہ نہ بنا سکا۔ سب اُن کے جیسا مال تو چاہتے ہیں مگر ان کے جیسی سخاوت نہیں چاہتے۔

اپنے دل کو دنیا اور مال کی بے جا محبّت سے بچانے کے لیے ہر ہفتہ کی رات نمازِ عشاکے بعد مدنی مذاکرہ میں حاصل ہونے والی تربیّت سے فائدہ اُٹھائیں۔

Go To Index

قرآنِ کریم میں غور و فکر کرنے کی اہمیت

محترمہ بنتِ افضل مدنیہ عطاریہ لاہور

قرآنِ کریم اللہ پاک کی وہ عظیم نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔ یہ محض تلاوت کی کتاب نہیں بلکہ مکمل ضابطۂ حیات اور سر چشمۂ ہدایت ہے، جو ہماری گھریلو زندگی سے لے کر معاشرتی کردار تک ہر پہلو میں راہ نمائی فراہم کرتی ہے اور دنیا کے ساتھ آخرت کی کامیابی کا راستہ بھی روشن کرتی ہے۔ اس کی آیات دلوں کو سکون بخشتی ہیں، فکر کو سنوارتی ہیں اور کردار میں پاکیزگی پیدا کرتی ہیں، مگر افسوس کہ ہم میں سے بہت سی خواتین اس کی حقیقی عظمت اور مقصد سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو پاتیں۔

بلاشبہ قرآنِ کریم کی تلاوت اجر و ثواب اور قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے، اور اس کے ہر حرف پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں؛ لیکن اکثر ہم اسے صرف ثواب کی نیت سے پڑھ کر آگے بڑھ جاتی ہیں۔ تدبر، سمجھ اور عمل کا مرحلہ پیچھے رہ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب اس لئے نازل ہوئی کہ ہم اس کی آیات میں غور کریں، اپنے معاملاتِ زندگی کو اس کی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں اور اپنے گھروں کو قرآن کی روشنی سے منور کریں۔ جب قرآن ہماری سوچ، ترجیحات اور روزمرہ فیصلوں کا حصہ بن جائے گا، تب ہی ہم حقیقی ہدایت اور باطنی سکون حاصل کر سکیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن خود ہمیں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝(پ23، ص:29) ترجمہ: (یہ قرآن) ایک برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و فکر کریں اور عقلمند نصیحت حاصل کریں۔

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: یعنی اے حبیب! ہم نے آپ کی طرف قرآنِ پاک نازل کیا ہے جس میں ان لوگوں کے لئے دُنیوی اور اُخروی کثیر مَنافع ہیں جو اس پر ایمان لائیں اور انہوں نے اس کے احکامات، حقائق اور اشارات پر عمل کیا۔ ہم نے قرآنِ پاک کو اس لئے نازل کیا ہے تاکہ (علم رکھنے والے) لوگ اس کی آیتوں کے معانی میں غور و فکر کریں اور ان کی تاویلات جان جائیں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔

قرآنِ پاک کی آیات سے دینی اَحکام نکالنا ہر ایک کا کام نہیں

قرآنِ پاک کی آیات سے نصیحت تو ہر انسان حاصل کر سکتا ہے لیکن اس سے دینی اَحکام نکالنا اور اس کی باریکیوں تک رسائی حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ صرف ان کا کام ہے جو اعلیٰ درجے کی دینی عقل رکھتے ہیں یعنی ماہر علما اور خاص طور پر مجتہدین اس منصب کے اہل ہیں۔ لہٰذا عوام کو چاہیے کہ قرآنِ پاک سے دینی مسائل نکالنے کے بجائے علما سے مسائل سیکھیں تاکہ غلطیوں سے بچ سکیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط قرآنِ پاک کی عربی عبارت کو پڑھ لینا نزولِ قرآن کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں بلکہ اس کی آیات کے معانی اور ان کے مطالب سمجھنے کی کوشش بھی کرنی چاہئے تاکہ اس کی آیتوں میں غور و فکر کرنا، اس میں بیان کی گئی عبرت انگیز باتوں سے نصیحت حاصل کرنا اور اس میں بتائے گئے اَحکامات پر عمل کرنا ممکن ہو، جبکہ فی زمانہ صورتِ حال یہ ہے کہ قرآنِ پاک سمجھنا اور اس میں غور و فکر کرنا تو بہت دور کی بات ہے

Go To Index

یہاں تو قرآن پاک گھروں میں ہفتوں بلکہ مہینوں صرف جُزدان اور الماریوں کی زینت نظر آتا ہے اور اس کا خیال آجانے پر اس سے چمٹی ہوئی گرد صاف کر کے دوبارہ اسی مقام پر رکھ دیا جاتا ہے اور اگر کبھی اس کی تلاوت کی توفیق نصیب ہو جائے تو اس کے تَلَفُّظ کی ادائیگی کا حال بہت برا ہوتا ہے۔ اللہ کریم مسلمانوں کے حالِ زار پر رحم فرمائے اور قرآنِ پاک صحیح طریقے سے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔[1] لہٰذا قرآن کریم میں غور و فکر کیا جائے تاکہ اس کے ارشادات پر عمل کر سکیں۔

ارشادِ باری ہے: اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ (پ5، النسآء:82) ترجمہ: تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: یہاں قرآن کی عظمت کا بیان ہے اور لوگوں کو اس میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ کیا یہ لوگ قرآنِ حکیم میں غور نہیں کرتے اور اس کے عُلوم اور حکمتوں کو نہیں دیکھتے کہ اس نے اپنی فصاحت سے تمام مخلوق کو اپنے مقابلے سے عاجز کر دیا ہے اور غیبی خبروں سے منافقین کے احوال اور ان کے مکر و فریب کو کھول کر رکھ دیا ہے اور اوّلین و آخرین کی خبریں دی ہیں۔ اگر قرآن میں غور کریں تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ اللہ پاک کا کلام ہے اور اسے لانے والا اللہ کریم کا رسول ہے۔

قرآنِ کریم میں غور و فکر کرنا عبادت ہے لیکن! اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنا اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: ایک آیت غور و فکر کر کے اور سمجھ کر پڑھنا بغیر غور و فکر اور سمجھ کے پورا قرآن پڑھنے سے بہتر ہے۔[2]

قرآن کا ذکر کرنا، اسے پڑھنا، دیکھنا، چھونا سب عبادت ہے۔ قرآن میں غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے لیکن یہ بات واضح ہے کہ قرآن میں وہی غور و فکر معتبر اور صحیح ہے جو صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرامین اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صحبت یافتہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان سے تربیت حاصل کرنے والے تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے علوم کی روشنی میں ہو کیونکہ وہ غور و فکر جو اس ذات کے فرامین کے خلاف ہو جن پر قرآن اترا اور اس غور و فکر کے خلاف ہو جو وحی کے نزول کا مشاہدہ کرنے والے بزرگوں کے غور و فکر کے خلاف ہو، وہ یقیناً معتبر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے دورِ جدید کے ان نت نئے محققین سے بچنا ضروری ہے جو چودہ سو سال کے علماء، فقہاء، محدثین و مفسرین اور ساری اُمت کے فہم کو غلط قرار دے کر قولاً یا عملاً یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ قرآن اگر سمجھا ہے تو ہم نے ہی سمجھا ہے، پچھلی ساری امت جاہل ہی گزر گئی ہے۔ یہ لوگ یقیناً گمراہ ہیں۔[3]

قرآن کریم کتابِ ہدایت بھی ہے اور مکمل زندگی گزارنے کا دستور العمل بھی ہے۔ اس کے احکام پر عمل تبھی ممکن ہے جب اس کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھی جائے۔

اسلامی بہنوں کو بھی چاہیے کہ قرآنِ کریم درست پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھیں، اس کے لئے تفسیر خزائن العرفان، تفسیر نور العرفان اور تفسیر صراط الجنان کا روزانہ کچھ نہ کچھ مطالعہ لازمی کریں۔

اسی طرح دعوتِ اسلامی کے شعبہ فیضان آن لائن اکیڈمی کے تحت "معرفۃ القرآن علی کنز العرفان" کورس بھی کیا جا سکتا ہے۔ آئیے! قرآن پڑھیں اور "تعلیماتِ قرآن" کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی قرآنِ کریم سمجھنے کے لئے بہت مفید ہے۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ ہمیں قرآنِ کریم کی تعلیمات سیکھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

1 تفسیر صراط الجنان، 8/390، 391
2 احیاء علوم الدین، 5/170
3 تفسیر صراط الجنان، 2/258

Go To Index

دارُالافتاء اہلِسنّت

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*
* شیخ الحدیث ومفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

دار الافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 انعامی اسکیم اور جوئے کی شرعی حیثیت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی موبائل کی دوکان ہے وہ ہر مہینے ایک قیمتی ٹچ موبائل کی قرعہ اندازی کرتا ہے جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ زید نے سو روپے انٹری فیس رکھی ہوئی ہے جو شخص اس کو سو روپے دیتا جاتا ہے اس کا نام قرعہ اندازی کی لسٹ میں شامل کر دیتا ہے اس طرح سینکڑوں کے حساب سے افراد اس کے پاس آتے ہیں پھر جن کا نام قرعہ اندازی کی لسٹ میں شامل ہوتا ہے مہینے کے آخر میں ان کے نام کی پرچیاں بنا کر اس سے پرچی اٹھاتا ہے جس کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا ہے اس کو ٹچ موبائل دے دیتا ہے اور بقیہ کی رقم اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔ رہنمائی فرمائیں کہ کیا یہ قرعہ اندازی شرعاً درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں زید کا مذکورہ طریقہ کے ساتھ موبائل کی قرعہ اندازی کرنا ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، کیونکہ مذکورہ انعامی طریقہ کار جوا ہے اور جوئے کی مذمت قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہے، قرآن کریم میں اسے شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

اس کے جوا ہونے کی تفصیل یوں ہے کہ جس کا نام نکلا اس کو تو موبائل فون ملے گا، اور جن کا نام نہیں نکلے گا ان کے سو روپے ضائع ہو جائیں گے۔ تو یہ اپنا مال خطرے پر پیش کرنا ہے کہ یا تو زیادہ مال ملے گا یا اپنا مال بھی چلا جائے گا، اور یہی جوا ہے۔ لہٰذا اس ناجائز و حرام کام میں شامل تمام افراد پر یہ کام چھوڑنے کے ساتھ ساتھ اپنے اس فعل سے سچی توبہ کرنا اور آئندہ اس برے کام سے باز رہنا بھی ضروری ہے۔ نیز اس طریقے سے حاصل شدہ موبائل اور پیسوں وغیرہ کا حکم یہ ہے کہ وہ ان کے مالکان کو واپس کیے جائیں یا جیسے بنے ان سے معاف کروالیے جائیں، وہ نہ ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کیے جائیں۔ اور جن لوگوں کا پتا کسی طرح نہ چلے نہ ان کا نہ ان کے ورثاء کا تو ان لوگوں کا مال ان کی طرف سے خیرات کر دے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 جماعت فوت ہونے کے اندیشے میں سنتوں کی تکمیل کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سنت مؤکدہ کی ایک رکعت پڑھی اور خدشہ ہے کہ اگر دوسری رکعت ملائیں گے تو امام سلام پھیر دے گا، اب کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر کوئی شخص نفل، سنتِ مؤکدہ یا سنتِ غیر مؤکدہ شروع کر چکا تھا، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دو رکعت مکمل کیے بغیر سلام نہ پھیرے، ایک رکعت پر سلام پھیر دینا جائز نہیں، اگرچہ جماعت میں امام کے سلام پھیر دینے کا خوف ہو، کہ یہ تکمیل کے لیے نہیں بلکہ ابطال کے لیے نماز توڑنا ہو گا جو کہ ناجائز ہے، البتہ اگر چار رکعت والی سنتِ مؤکدہ جیسے ظہر کی سنتِ قبلیہ شروع کر چکا

Go To Index

تھا، اور فرضوں کی جماعت کھڑی ہوگئی، تو اب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے یا چار مکمل کرے؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ چار رکعت پوری کرے کیونکہ ان سنتوں کی تمام رکعتیں نماز واحد کی طرح ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں اقوال میں سے ہر طرف نہایت قوت اور تصحیح موجود ہے، دونوں اقوال میں سے جس پر انسان عمل کرے، تو کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن راجح، دوسرا قول ہی ہے اور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرف میلان ظاہر فرمایا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 متعدد کپڑوں پر نجاستِ غلیظہ کا مجموعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ مسئلہ شرعیہ ہے کہ "کپڑے پر چند جگہ نَجاستِ غلیظہ لگی اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ درہم کے برابر ہے، تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد"۔ اب اس میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر نجاست ایک سے زائد کپڑوں میں لگی ہو مثلاً کچھ قمیص پر لگی ہو اور تھوڑی سی شلوار پر، اور دونوں جگہ درہم سے کم ہو لیکن مجموعہ درہم سے زائد ہو تو کیا یہ بھی مانعِ نماز ہوگی یعنی قمیص و شلوار دونوں کی نجاست مجموعاً مانع کہلائے گی یا الگ الگ کپڑے کا اعتبار کیا جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کی رُو سے نمازی کے بدن پر موجود ایک سے زائد کپڑوں پر متفرق نجاست لگی ہو تو مانع مقدار شمار کرنے میں مستقل طور پر الگ الگ کپڑے کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ تمام کپڑوں کی مجموعی نجاست کا اعتبار ہوگا، لہٰذا اگر قمیص اور شلوار پر تھوڑی تھوڑی نجاستِ غلیظہ لگی ہو اور دونوں میں ایک درہم کے برابر نہ ہو لیکن جمع کرنے کی صورت میں درہم سے زائد ہو جائے تو مجموعاً درہم سے زائد ہی سمجھی جائے گی اور جوازِ نماز سے مانع ہوگی، یونہی نجاستِ خفیفہ کا معاملہ ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 تلبیہ چھوڑنے کی صورت میں عمرہ کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں پہلے عمرہ کرنے کے بعد مکہ میں ہی کچھ دن ٹھہر گیا پھر میں نے دوسرا عمرہ کرنے کے لیے مسجد عائشہ سے جاکر احرام باندھا اور وہیں دو رکعت نفل ادا کرکے یہ نیت کی "اے اللہ! میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں، میرے لیے اسے آسان بنا اور قبول فرما"۔ لیکن چونکہ ٹیکسی ڈرائیور بار بار مجھے جلدی کرنے کا کہہ رہا تھا جس کی وجہ سے میں تلبیہ پڑھنا بھول گیا جب ہم حرم میں واپس پہنچ گئے تو مجھے یاد آیا کہ میں نے تلبیہ نہیں پڑھی تھی لہٰذا میں نے وہیں تلبیہ پڑھ کر عمرہ کرلیا، کیا اس صورت میں مجھ پر کوئی کفارہ لازم ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب آپ نے ایک عمرہ کرلیا تو اب آپ مکی کے حکم میں ہوگئے اور مکی عمرہ کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ حرم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے اور عمرہ کے احرام کے لیے عمرہ کی نیت اور اس کے ساتھ تلبیہ یا اس کے قائم مقام الفاظ کہنا ضروری ہیں بغیر اس کے احرام میں داخل نہیں ہوگا لہٰذا دریافت کردہ صورت میں اگر آپ نے حدودِ حرم میں آنے سے پہلے تلبیہ کے قائم مقام کوئی لفظ جیسے "سبحان اللہ، الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ" وغیرہ کہہ لیے تھے تو آپ حالتِ احرام میں داخل ہوگئے اور عمرہ درست ہوگیا لیکن اگر بیرونِ حرم تلبیہ بھی نہیں کہا اور اس کے قائم مقام الفاظ بھی نہیں کہے اور حرم میں آکر اس نیت سے تلبیہ یا قائم مقام ذکر کیا تو اس صورت میں حرم کے اندر احرام باندھنا پایا گیا جس کی وجہ سے آپ پر دم لازم ہوگیا ایسی صورت میں حکم یہ ہوتا ہے کہ بیرونِ حرم جاکر وہاں سے دوبارہ تلبیہ پڑھ کر آئے تو اس پر جو دم لازم ہوچکا وہ ساقط ہوجائے گا اور اگر بیرون حرم جانے سے پہلے عمرہ شروع کرلے تو اب دَم مؤکد و متعین ہوجاتا ہے لہٰذا جب آپ نے حرم کے اندر ہی تلبیہ پڑھ کر عمرہ کرلیا تو آپ پر ایک دم اور اس گناہ سے توبہ کرنا بھی لازم ہوگی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

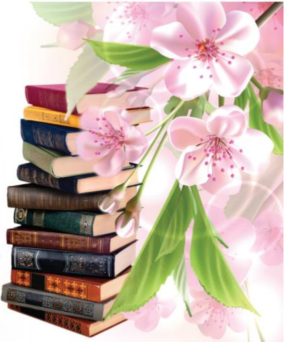

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی* * شیخ الحدیث ومفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

1 نفلی طواف میں عورت کے چہرہ ڈھانپنے کا مسئلہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفلی طواف میں کیا عورت چہرے کا نقاب کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب عمرہ یا حج کی نیت سے احرام باندھا ہو تو مرد عورت دونوں کے لیے چہرہ کھلا رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ حالتِ احرام میں چہرہ نہ ڈھانپنا احرام کی پابندیوں میں سے ہے۔ لیکن جب عورت نے عمرہ یا حج کی نیت نہیں کی بلکہ ویسے ہی نفلی طواف کر رہی ہے تو اب اس پر احرام کی پابندیاں لازم نہیں ہوں گی۔ لہٰذا ایسی صورت میں عورت چہرے کو نقاب وغیرہ کے ذریعے چھپا کر طواف کر سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ غیر محرمہ عورت کے لیے حکم ہے کہ وہ اجنبی مردوں کی نظروں سے بچنے کے لیے چہرہ ڈھانپ کر ہی نفلی طواف کرے کیونکہ عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں شامل نہیں لیکن فی زمانہ فتنہ سے بچنے اور فساد کی روک تھام کے لیے فقہاءِ کرام نے بغیر ضرورت جوان عورت کا غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا ممنوع قرار دیا ہے اور اس کو چھپانا لازم قرار دیا ہے۔ بلکہ حالتِ احرام میں بھی اجنبیوں سے پردہ کرنے کی صورت بیان فرمائی ہے کہ چہرے کے سامنے چہرے سے جُدا کسی چیز کی آڑ کر لے مثلاً گتّا وغیرہ یا ہاتھ والا پنکھا چہرے کے سامنے رکھے تاکہ احرام کی پابندی پر بھی عمل ہو جائے اور پردے کے احکام کی بھی رعایت ہو جائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 ماموں زاد سے پردے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا لڑکی کا اپنے ماموں کے بیٹوں سے اور لڑکے کا اپنی ممانی اور ماموں کی بیٹیوں سے پردہ کرنا لازم ہے؟ اور اگر ان میں شرعاً پردہ لازم ہے تو اس کی خلاف ورزی کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سوال میں بیان کردہ رشتے داروں کا ایک دوسرے سے پردہ فرض ہے، اور اس طرح بے پردہ ہونا حرام ہے کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان کے سامنے ان میں سے کچھ کھلا رکھیں؛ جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ، یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز کھلا ہو۔ بلکہ فی زمانہ فتنوں کی کثرت کے باعث علمائے کرام نے تو عورتوں کو اجنبی مرد کے سامنے اپنے چہرے کو بھی ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

ایصالِ ثواب

محترمہ ام غزالی مدنیہ عطاریہ
شعبہ ذمہ دار ماہنامہ خواتین

ہمارے معاشرے میں تحائف کے ذریعے محبت اور تعلق مضبوط کیے جاتے ہیں۔ معمولی سا تحفہ بھی عزیزوں کے چہرے پر خوشی لے آتا ہے اور بدلے میں وہ بھی اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن جب کوئی پیارا دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو یہ سلسلہ رک جاتا ہے۔ حالانکہ ہم چاہیں تو ایصالِ ثواب کی صورت میں اس سے کہیں بہتر تحفے بھیج کر اس کی خوشی کا سامان کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر میں مردے کا حال ڈوبتے ہوئے انسان کی مانند ہے جو شدت سے انتظار کرتا ہے کہ ماں، باپ، بیٹا یا کسی دوست کی دعا اس کو پہنچے اور جب کسی کی دعا اسے پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہوتی ہے، اللہ پاک قبر والوں کو ان کے زندہ متعلقین کی طرف سے ہدیہ کیا ہوا ثواب پہاڑوں کی مانند عطا فرماتا ہے زندوں کا تحفہ مردوں کے لئے دعائیں، مغفرت کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ کرنا ہے۔(1)

بلاشبہ ایصالِ ثواب کی برکتیں بہت زیادہ ہیں، اس کی برکت سے مرحومین کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

ایصالِ ثواب کے لفظی معنی ہیں؛ اپنے کسی نیک عمل کا ثواب کسی دوسرے مسلمان کو پہنچانا۔ شریعتِ مطہرہ میں اپنے کسی بھی نیک عمل کا ثواب کسی فوت شُدہ یا زندہ مسلمان کو ایصال کرنا جائز اور اچھا عمل ہے۔

ایصالِ ثواب سے متعلق رائج رسومات

ہمارے معاشرے میں ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے رائج ہیں، جن سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے، لہٰذا ایصالِ ثواب کے متعلق رسومات و نظریات ملاحظہ کیجئے:

تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ: میت کا تیجہ، دسواں، چالیسواں اور برسی کرنا بہت اچھے کام ہیں کہ یہ ایصالِ ثواب کے ہی ذرائع ہیں، شریعت میں ان کاموں کے ناجائز ہونے کی دلیل نہ ہونا ہی ان کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔ البتہ! ہمارے ہاں اس کے ساتھ کچھ شرعی خرابیاں شامل کر دی جاتی ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے، مثلاً: جس گھر میں میت ہو جائے وہاں عموماً تیجے کا کھانا دعوت کی صورت میں ہوتا ہے، ہر خاص و عام مدعو ہوتے ہیں، تیجے کے بجائے دعوتِ ولیمہ کا منظر لگ رہا ہوتا ہے، کسی کو جائز و ناجائز کی کوئی پروا نہیں ہوتی ہے جبکہ اس حوالے سے حکمِ شرع یہ ہے کہ تیجے کا کھانا ایک تو میت کے چھوڑے ہوئے مال سے نہیں کر سکتے، البتہ اگر میت کے چھوڑے ہوئے مال سے تیجے کا کھانا کریں تو اس کی صورت یہ ہے کہ سارے ورثہ بالغ ہوں اور سب کے سب اجازت بھی دیں اگر ایک بھی وارث نابالغ ہے تو سخت حرام ہے، ہاں بالغ اپنے حصے سے میت کا کھانا کر سکتا ہے۔(2)

نیز تیجے کا کھانا مالداروں کے لئے جائز نہیں صرف غربا و مساکین کھائیں۔ تیجے کے بعد بھی وہ کھانے جو میت سے منسوب ہوتے ہیں جیسے دسواں چالیسواں وغیرہ ان سے بھی مالداروں کو بچنا چاہئے۔ آج کل تو یہ رواج عام ہے کہ اس کھانے کو فراخدلی سے کھلایا جاتا ہے، میت کے اہلِ خانہ جو اپنے پیارے کو کھو چکے ہوتے ہیں دکھ سے نڈھال ہوتے ہیں، لیکن

Go To Index

تیجے کے دن دکھ کو بالائے طاق رکھ کر اس فکر میں الجھے ہوتے ہیں کہ سب رشتے داروں تک دعوت پہنچ گئی کوئی رہ تو نہیں گیا! فلاں ناراض نہ ہو جائے! پھر کھانے کے وقت بھی ہر ایک کو خصوصی اہتمام کے ساتھ کھانا کھلانا کہ کوئی ناراض نہ ہو جائے، یہ وہ خرابیاں ہیں جن کا ختم ہونا ضروری ہے۔

قرآن خوانی و محافلِ ذکر و نعت: اسی طرح تیجہ و چالیسواں وغیرہ کے کھانے سے پہلے ایصالِ ثواب کے سلسلے میں قرآن خوانی اور محافلِ ذکر و نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے، یہ بھی اچھا رواج ہے جب تک کہ اس میں بے جا قیودات یا کسی چیز کو لازم سمجھا نہ پایا جائے۔

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا و دن مقرر کرنا: ایصالِ ثواب کے متعلق ایک رواج یہ بھی ہے کہ جس کھانے پر ایصالِ ثواب کرنا ہو اسے سامنے رکھ کر فاتحہ خوانی کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ عموماً گھر کے بزرگ اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں اور پھر تمام گھر والوں کو اس کام کے لئے اکٹھا کیا جاتا ہے، جب تمام افراد ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو کھانا سامنے رکھ کر بلند آواز سے فاتحہ خوانی کی جاتی ہے، ایسا کرنا ضروری نہیں کھانا سامنے رکھے بغیر بھی فاتحہ پڑھی جا سکتی ہے، لیکن کھانے کا سامنے ہونا بھی منع نہیں ہے، ہاں اگر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر کھانے پر دم کیا جائے تو وہ کھانا بابرکت ہو جاتا ہے، لہٰذا اس میں حرج نہیں۔[3]

اگر کھانا اپنے لئے بنایا ہو تو اس پر بھی ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے، اگر کچھ بھی نہیں بنا ہوا ہے تب بھی سورتیں، پارے، کلمہ، درود شریف پڑھ کر بغیر کھانے کے بھی ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ایصالِ ثواب کے سلسلے میں کسی نیک کام کے لئے دن معین کرنے میں بھی حرج نہیں ہے کہ دن معین کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ جمع ہو جائیں اور اہتمام کے ساتھ عملِ خیر کیا جائے جیسا کہ نمازِ باجماعت میں لوگوں کی آسانی کے لئے ایک وقت مقرر کر دینا، ایسے ہی کسی دینی اجتماع، محافل یا شادی بیاہ وغیرہ کے لئے بھی دن و تاریخ متعین کر دینا جائز ہے۔ البتہ اس تعین کو ضروری سمجھنا کہ اس کے بغیر ایصالِ ثواب نہ ہو گا یہ درست نہیں، جاہلانہ خیال ہے اس سے باز رہنا ضروری ہے۔[4]

کونڈوں کی نیاز: رجب المرجب میں حضرت امام جعفر صادق اور حضرت جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہما کے ایصالِ ثواب کے لئے نیاز کی جاتی ہے جس میں چاول، کھیر، پوریاں وغیرہ پکا کر ان کے کونڈے بھرتے ہیں پھر ان پر ختم دلوایا جاتا ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے۔ اس موقع پر عام طور پر کہانی سنائی جاتی ہے وہ من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں، لہٰذا وہ کہانی نہ پڑھی جائے نہ سنی جائے۔ امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: کونڈوں کی نیاز کے موقع پر دس بیبیوں کی کہانی، لکڑہارے کی کہانی اور جنابِ سیدہ کی کہانی یہ سب من گھڑت قصے ہیں ان کو نہ پڑھا کریں بلکہ ایک بار سورۂ یٰسین پڑھ لیا کریں کہ 10 قرآن پاک کا ثواب ملے گا۔ مزید فرماتے ہیں: کونڈوں کی نیاز بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے (اس کو ناجائز کہنا شریعت پر افترا یعنی بہتان باندھنا ہے)۔[5]

کونڈوں کے ختم میں بعض جگہ یہ قید لگاتے ہیں کہ یہیں کھاؤ، کہیں اور لے نہ جاؤ یہ قید بھی بیجا ہے، ان باتوں سے بچنا چاہیے۔ اسی طرح بعض یہ قید لگاتے ہیں کہ مٹی کے برتن وغیرہ میں کونڈے کی نیاز ضروری ہے یہ قید بھی ضروری نہیں جس برتن میں چاہے کونڈوں کو رکھا جا سکتا ہے اس کے لئے مٹی کے برتن ہونا ضروری نہیں۔

پانی کے ذریعے ایصالِ ثواب: پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ اچھی نیت ہو اور رضائے الٰہی مقصود ہو تو یہ ایک مستحب اور کارِ ثواب ہے۔ دس محرم الحرام کو خالص اللہ پاک کی رضا اور شہیدانِ کربلا کی ارواحِ طیبہ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے مسلمانوں کے لئے پانی کی سبیل لگانا بلا شبہ جائز، مستحب اور ثواب کا کام ہے۔ حدیثِ پاک میں پانی کو افضل صدقہ کہا گیا

Go To Index

ہے، جیسا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اُمِّ سعد (یعنی میری ماں) انتقال کر گئیں، تو کون سا صدقہ ان کے لئے بہتر ہے؟ فرمایا: پانی، تو انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا: یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔[6] اس روایت کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے: بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں، عام مسلمان ختم فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں، ان سب کا ماخذ (اصل) یہ حدیث ہے، کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔[7] نیز پانی پلانے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں، تو پانی پر پانی پلاؤ، گناہ جھڑ جائیں گے جیسے آندھی میں درخت کے پتے گرتے ہیں۔[8]

سبیل لگانے میں ایصالِ ثواب کی نیت ہونی چاہیے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: نیت ایصالِ ثواب کی ہو اور ریا وغیرہ کو دخل نہ ہو، تو اس (یعنی پانی پلانے) کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، شربت کریں اور عرض کریں کہ الٰہی! یہ شربت ترویحِ رُوحِ حضرت امام (یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح کو راحت پہنچانے) کے لئے کیا ہے، اس کا ثواب انہیں پہنچا اور ساتھ فاتحہ وغیرہ پڑھیں، تو اور افضل، پھر مسلمانوں کو پلائیں۔[9]

ایصالِ ثواب سے متعلق متفرق مدنی پھول

- ایک دن کے بچے کو بھی ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔
- جو زندہ ہیں اُن کو بھی بلکہ جو مسلمان ابھی پیدا نہیں ہوئے اُن کو بھی پیشگی ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔
- مسلمان جنات کو بھی ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔
- جنّوں کو بھی ایصالِ ثواب کیا اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے گا، یہ نہیں کہ ثواب تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ملے۔
- ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ امید ہے کہ اُس نے جتنوں کو ایصالِ ثواب کیا اُن سب کے مجموعے کے برابر اِس کو ثواب ملے گا، مثلاً: کوئی نیک کام کیا جس پر اُس کو دس نیکیاں ملیں اب اُس نے دس مُردوں کو ایصالِ ثواب کیا تو ہر ایک کو دس دس نیکیاں پہنچیں گی جبکہ ایصالِ ثواب کرنے والے کو ایک سو دس اور اگر ایک ہزار کو ایصالِ ثواب کیا تو اِس کو دس ہزار دس۔[10]
- ایصالِ ثواب صرف مسلمان کو کرسکتے ہیں، کافر یا مرتد کو ایصالِ ثواب کرنا یا اُس کو مرحوم کہنا کُفر ہے۔[11]

مجھ کو ثواب بھیجو! دعائیں ہزار دو!
گو قبر میں اتار، نہ دل سے اتار دو!

ایصالِ ثواب ایک بہترین عمل ہے، اس سے نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں، گناہ گاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اہلِ قبر سختی یا عذاب میں مبتلا ہوں تو نجات پاتے یا تخفیف پاتے ہیں اور یہ سب اللہ پاک کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ نیز ایصالِ ثواب کرنے والی بھی اجر و ثواب سے محروم نہیں ہوتی۔ اس کے عمل کا اجر و ثواب بھی باقی رہتا ہے بلکہ ان سب کی گنتی کے برابر نیکیاں ملتی رہتی ہیں جن کو اس نے ایصالِ ثواب کیا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں ایسی رسومات کہ جن سے دین و دنیا دونوں کو نقصان ہو اپنانے سے گریز کرنا چاہیے اور قرآن و حدیث کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔

---

1. مسند الفردوس، 2/336، حدیث:6664
2. بہار شریعت، 1/822، حصہ:4 ملخصاً
3. بنیادی عقائد اور معمولات اہل سنت، ص98
4. بنیادی عقائد اور معمولات اہل سنت، ص97 مفہوماً
5. کفن کی واپسی، ص15، 16 مفہوماً
6. ابوداود، 2/180، حدیث:1681
7. مراۃ المناجیح، 3/105
8. تاریخ بغداد، 6/400، حدیث:3464
9. فتاویٰ رضویہ، 9/601
10. بہار شریعت، 1/850، حصہ:4
11. فاتحہ اور ایصالِ ثواب کا طریقہ، ص12 تا 18 ماخوذاً

Go To Index

مصیبت زدہ کو تسلی دیجئے

محترمہ ام انس عطاریہ
ذمہ دار شعبہ ماہنامہ خواتین (کراچی سطح) رکن انٹرنیشنل افیئرز ڈیپارٹمنٹ

کسی مصیبت زدہ کو تسلی دینا چاہے وہ کسی کے انتقال کے رنج میں مبتلا ہو یا کسی اور حادثے یا مصیبت سے دوچار ہو، بہت بڑی نیکی اور ہمدردی کا کام ہے۔ تسلی آمیز کلمات گویا درد کی دوا، زخم کا مرہم، اداس چہرے کے لئے امید کی کرن اور بوجھل دل کے لئے راحت کی ہوا ہیں۔ واقعی! اگر کوئی پریشانی آجائے، بیماری گلے پڑ جائے یا فوتگی وغیرہ ہو تو ایسے میں اگر کوئی غمگسار تسلی دے تو غم کم ہو جاتا اور دل کو سکون ملتا ہے۔

تسلی دینا رحمتِ الٰہی کا مظہر بلکہ خود عملِ الٰہی ہے کہ رب کریم اپنے محبوب کو کفار کی اذیتوں پر تسلی دیتا اور ان کی دلجوئی فرماتا ہے، جیسا کہ سورۃ النحل میں ہے: وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ (پ14، النحل:127) ترجمہ: اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہو۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا عمل مبارک یہ تھا کہ آپ خود بھی پیکرِ شفقت و رحمت اور بے کسوں کا سہارا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے اور غمزدوں کو تسلی دینے والے ہیں، نیز آپ کی تسلی یقین، رحمت اور قربِ الٰہی کا ایسا سایہ ہوتی جس میں رنجیدہ دلوں کو سکون مل جاتا، جیسا کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو جب غارِ ثور میں فکر لاحق ہوئی تو حضور نے ارشاد فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (پ10، التوبۃ:40) ترجمہ: غم نہ کرو، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

حضرت جابر اپنے والد کی شہادت کے بعد مغموم تھے تو حضور نے انہیں تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اللہ نے تیرے والد کو زندگی عطا فرما کر اپنی بارگاہ میں بٹھایا اور بلا حائل ان سے کلام فرمایا۔[1] اسی طرح حضور ایک عورت کے قریب سے گزرے جو ایک قبر پر رو رہی تھی، حضور نے اسے تسلی دیتے ہوئے صبر کی تلقین فرمائی۔[2]

مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے بہت فضائل ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے: جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے اس کے لئے اس مصیبت زدہ جتنا ثواب ہے۔[3]

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے تو اللہ پاک اسے جنت کے جوڑوں میں سے دو ایسے جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔[4]

تسلی دینے کے غلط رویے: اگرچہ مصیبت زدہ سے تعزیت کرنا اور اسے تسلی دینا بہت ثواب کا کام ہے مگر بعض خواتین تسلی دینے کے بجائے مزید پریشان کر دیتی ہیں، مثلاً: کوئی بیوہ ہو جائے تو اس کے سامنے بیوگی کی تکالیف کا ذکر کرنا کہ بڑا مشکل ہوتا ہے گھر کا کفیل چلا جائے تو زندگی میں بڑے دکھ جھیلنے پڑتے ہیں! وغیرہ یہ سب باتیں اس کے دکھ درد کو زیادہ کریں گی۔ اسی طرح کسی کا بچہ فوت ہو جائے تو بعض خواتین دلاسا دینے یا صبر کی تلقین کرنے کے بجائے یوں کہتی ہیں کہ نہیں بھئی! اولاد کی فوتگی پر صبر نہیں ہوتا، یہ زخم تو بہت گہرا ہے ساری زندگی نہیں جاتا، اولاد دل کے ساتھ لگی رہتی ہے، سائے کی طرح ساتھ رہتی ہے بہت بڑا غم ہے، بس اللہ پاک تمہیں صبر دے! یعنی صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ اس کو یہ یاد دہانی بھی کرائی جاتی ہے کہ یہ غم بھلائے نہیں بھولے گا، یہ دکھ ساری زندگی کلیجے کو چھلنی کرتا رہے

Go To Index

گا۔ یونہی کوئی بیماری میں مبتلا ہو اور عیادت کے لئے جائیں تو یوں بھی کہا جاتا ہے کہ فلاں کو بھی یہ بیماری ہوئی تھی بیچاری بس اتنے ہی دن زندہ رہ سکی! اور فلاں کو یہ بیماری ہوئی تھی، کہاں صحیح ہوئی ابھی تک پریشان ہے! یہ مرض تو بڑا ہی خطرناک ہے! بس اللہ پاک تمہیں شفا دے یعنی مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے بجائے اس کو مزید خوفزدہ کیا جاتا ہے، اسے حیران کیا جاتا ہے اور اس کے دل کو سکون دینے کے بجائے بے قراری میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ کون سا طریقہ ہے عیادت و تعزیت اور مصیبت زدہ کو تسلی دینے کا؟ یہ تعزیت کرنا نہیں بلکہ زحمت دینا ہے۔

درست انداز: جب کسی پر مصیبت آجائے تو اسے صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ ثواب کی امید دلانی چاہیے، اس کے لئے ایسی احادیث مبارکہ زبانی یاد کرنا مفید ہو گا جن میں مصیبت زدوں کے لئے ثواب کا ذکر ہے تاکہ ہم اسے بیان کر کے مصیبت زدہ کے دل کو تسلی دے سکیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے: قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو آرام اور سکون والے تمنا کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کاٹ دی گئی ہوتیں۔ (5)

مصیبت زدہ کے پاس پہنچ کر بہت سوچ سمجھ کر اچھی اچھی گفتگو کیجئے کیونکہ وہ پہلے ہی پریشان ہے، اس کی پریشانی کو کم کرنے کے لئے کچھ ایسے الفاظ استعمال کیجئے جس سے اس کو لگے کہ میری پریشانی تو کچھ بھی نہیں، جیسا کہ پریشان حال کو یہ بولنا کہ ہم پر کیا پریشانیاں آتی ہیں! پریشانی تو کربلا والوں پر آئی تھی! آزمائشیں تو انبیائے کرام پر آئی تھیں، وہ ان پر کیسے پورا اترے! خود پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ستائے گئے، آپ کے صحابہ کرام پر زمین تنگ کر دی گئی، ایسی پریشانی کہ گویا سانس لینا دشوار ہو، گھر بار رشتہ دار سب چھوڑ کر ہجرت کرنی پڑی، ہم پر کیا پریشانیاں آئی ہیں! اور پھر اس پر اجر بھی تو کتنا ہے!

ایک صحابیہ کا خوبصورت انداز: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے فوت ہو گئے تو ان کی بیوی صاحبہ حضرت اُمِّ سُلیم نے کمالِ ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے شوہر کو تسلی دی، چنانچہ جب وہ گھر آئے اور بیٹے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ سکون میں ہے، پھر جب وہ کھانا وغیرہ کھا کر پر سکون ہو گئے تو عرض کی: اگر کوئی ہمیں کچھ دے اور پھر ہم سے واپسی کا مطالبہ کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ وہ بولے: بلا چون وچرا اس واپس کر دینا چاہیے، پھر آپ نے عرض کی: اللہ پاک نے ہمیں بیٹا دیا تھا اور اب اس نے واپس لے لیا ہے! (6)

معلوم ہوا! تسلی دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی تسلی رکھنا ضروری ہے۔ عموماً خواتین جلد باز بہت ہوتی ہیں، ادھر غم کی خبر ملی بے قرار ہو کر جو ملا اس کو اطلاع دینی شروع کر دی، یہ جلد بازی حکمت کے خلاف ہے۔ اللہ پاک ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

مصیبت زدہ کے پاس جانے سے پہلے کرنے کے کام: جب کسی کے پاس تسلی دینے کے لئے جانا ہو تو تعزیت و عیادت کے ثوابات پر نظر رکھیے اور اپنے ثواب کو بڑھانے کے لئے اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے، مثلاً: سنت پر عمل کروں گی، مصیبت زدہ کے لئے دعا کروں گی، صبر کے فضائل بتا کر صبر کی تلقین کروں گی، اگر رونا دھونا، واویلا اور نوحہ و دیگر غیر شرعی انداز دیکھا تو نرمی سے سمجھا کر روکنے کی کوشش کروں گی، رنج و غم کا اظہار کروں گی، گفتگو کم کروں گی، مسکرانے سے بچوں گی، مصیبت زدہ کو تسلی دینے کے لئے اچھے لفظوں کا انتخاب کروں گی وغیرہ۔ اس طرح ان شاءاللہ ڈھیروں ڈھیر اجر و ثواب کا خزانہ ہاتھ آنے کی امید ہے۔

اللہ پاک ہمیں خود بھی صبر کرنے اور صبر کی تلقین کرنے کی سعادت نصیب فرمائے، خود بھی تسلی رکھنے اور دوسروں کو بھی تسلی دینے کا حوصلہ اور ظرف عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ خاتمِ النّبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) ترمذی، 5/12، حدیث:3021 مفہوماً (2) بخاری، 1/433، حدیث:1283 مفہوماً (3) ترمذی، 2/338، حدیث:1075 (4) معجم اوسط، 6/429، حدیث:9292 (5) ترمذی، 4/180، حدیث:2410 (6) بخاری، 1/440، حدیث:1301-مسند امام احمد، 20/328، حدیث:13026 مفہوماً

مصیبت زدہ کو پریشان مت کیجئے

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ دو مضمون 46ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیے جا رہے ہیں۔)

محترمہ بنتِ محمد ناظم عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)
(طالبہ: درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات کی روشنی میں کسی مصیبت زدہ کو مزید پریشان کرنا انتہائی ناپسندیدہ کام ہے۔ کسی پریشان حال انسان کو طنز کا نشانہ بنانا یا اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا انسانیت کے خلاف ہے۔ ایک سچا انسان وہی ہے جو دکھ میں دوسرے انسان کے کام آئے۔ اگر آپ کسی بھی انسان کی مصیبت میں اس کی مدد نہیں کر سکتیں تو اپنی زبان یا عمل سے اس کو دکھ مت دیجیے۔

مصیبت زدہ کو پریشان کرنے کی صورتیں

☆ اکثر لوگ مصیبت زدہ کو صبر کی تلقین کرنے کے بہانے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں جو اسے مزید دکھ دیتی یا اس کے زخم کو تازہ کرتی ہیں، مثلاً: تم نے کوئی گناہ کیا ہوگا جس کی تمہیں یہ سزا مل رہی ہے! معاذ اللہ! یہ تو اخلاقی جرم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان سے بدگمانی بھی ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر پریشانی و تکلیف کسی گناہ کی سزا ہو، بعض آزمائشیں بلندیِ درجات کا سبب بھی ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَۙ (پ2، البقرۃ:155)

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔

انبیائے کرام پر سب سے زیادہ آزمائشیں آئیں جو ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ تھیں، اس لئے کسی مصیبت زدہ کو یہ احساس دلانا کہ وہ اللہ پاک کی نظر میں گر گیا ہے یا اسے کسی گناہ کی سزا مل رہی ہے، بہت بڑی زیادتی ہے۔

☆ اسی طرح کسی کو یہ کہنا کہ "میں نے سمجھایا بھی تھا اگر میری مان لیتے تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتے!" یہ بھی بہت پریشان کن اور تکلیف دہ جملہ ہے، اس سے بھی بچنا چاہیے۔

☆ یونہی مریض کے پاس زیادہ دیر بیٹھے رہنا، مرض کی ہولناکی سے ڈرانا، مایوسی کی باتیں کرنا بھی اس کے لئے پریشانی میں اضافے کا سبب ہوتا ہے۔

اگر آپ کے پاس کسی کو تسلی دینے کے لئے الفاظ نہیں ہیں تو خاموش رہنا سب سے بہتر ہے۔ یاد رکھیے! یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے، جو آج کسی کی مجبوری کا مذاق اڑاتی ہے یا اسے دکھ دیتی ہے تو کل وہ خود بھی ایسی صورتحال کا شکار ہو گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ پاک اس پر رحم فرما کر اسے (اس مصیبت سے) نجات دے دے اور تمہیں اس میں مبتلا کر دے۔[1]

اسی طرح ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔[2]

بزرگ فرماتے ہیں: اگر تمہارے پاس کسی کے دکھ کا علاج نہیں ہے تو کم از کم اپنی زبان کو لگام دو کیونکہ تمہارا ایک جملہ کسی گرتے ہوئے انسان کو مکمل تباہ کر سکتا ہے۔

Go To Index

اللہ پاک کے آخری و پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چونکہ اپنی امت پر اتنے مہربان ہیں کہ آپ کو ان کی تکلیف گراں گزرتی ہے، لہٰذا اس سنت پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کو مزید دکھ مت دیجئے۔

محترمہ بنتِ فضل الحق عطاریہ
(طالبہ: درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

مصیبتیں انسانی زندگی کا لازمی حصہ ہیں، کوئی بھی انسان اس سے خالی نہیں؛ کوئی بیماری کی وجہ سے پریشان ہے تو کوئی اولاد کی وجہ سے، کوئی تنگ دست ہے تو کسی کے کاروبار کے مسائل ہیں اور کوئی قرضے میں ڈوبا ہوا ہے۔ الغرض بہت سی پریشانیاں ہیں جن کا شمار مشکل ہے، لہٰذا مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی تکالیف کا احساس کریں، مصیبت زدہ کو تکلیف دینے کے بجائے اس کے دکھ درد میں شریک ہوں، اسے مالی یا جسمانی مدد کی ضرورت ہو تو مدد فراہم کریں، نیز مصیبت میں مبتلا ہونے کے اسباب کی طرف توجہ دلائیں، جیسا کہ اللہ پاک قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ(۳۰) (پ25، الشوریٰ:30) ترجمہ: اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ تمہارے ہاتھوں کے کمائے ہوئے اعمال کی وجہ سے ہے اور بہت کچھ تو وہ معاف فرما دیتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان پر آنے والی مصیبتوں کا ایک سبب اس کا اللہ پاک کی نافرمانی اور گناہ کرنا بھی ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ خود بھی گناہوں سے بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں، نیز نہایت حکمتِ عملی کے ساتھ مصیبت زدہ شخص کی اس طرف توجہ دلائیں، توبہ کی ترغیب دیں اور نیکیوں کی طرف راغب کریں۔

البتہ! کسی کے بارے بدگمانی ہرگز نہ کریں کہ اس کی یہ مصیبت اس کے گناہوں کے سبب سے ہے، عین ممکن ہے وہ مصیبت اس کی آزمائش ہو جو اس کے گناہوں کے کفارے کا سبب ہو، جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَۙ(۱۵۵) (پ2، البقرۃ:155) ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔

اس کے علاوہ مصیبتوں پر صبر کے فضائل اور گناہوں کے کفارے کا ذکر کر کے اس کا حوصلہ بڑھائیں، جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے: مسلمان مرد و عورت کے جان و مال اور اولاد میں ہمیشہ مصیبت رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ پاک سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔[3]

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کو کوئی کانٹا نہیں چبھتا یا اس سے زیادہ کوئی تکلیف نہیں ہوتی مگر اللہ پاک اس سے اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے یا اس کی بنا پر اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔[4]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب مصیبت زدہ لوگوں کو ثواب دیا جائے گا تو آرام و سکون والے تمنا کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کاٹ دی گئی ہوتیں۔[5]

دیکھا جائے تو مصیبتیں بھی اللہ پاک کی نعمت ہیں کہ یہ ہمارے گناہوں کے کفارے کا سبب بنتی اور درجات بلند کرتی ہیں۔ اللہ کریم ہمیں مصیبتوں پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1. ترمذی، 4/227، حدیث:2514 مفہوماً
2. بخاری، 1/15، حدیث:10
3. ترمذی، 4/179، حدیث:2407
4. مسلم، ص1067، حدیث:6562
5. ترمذی، 4/180، حدیث:2410

Go To Index

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ !ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کے 46ویں تحریری مقابلے میں موصول ہونے والے 246 مضامین کی تفصیل یہ ہے

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
حضور کی عشرۂ مبشرہ سے محبت	122	مصیبت زدہ کو پریشان مت کیجیے	80	بیوہ و مطلقہ اپنا گزارا کیسے کرے؟	44

مضمون بھیجنے والیوں کے نام

حضور کی عشرۂ مبشرہ سے محبت: اوکاڑہ: خالد ٹاؤن: بنت مرزا نصیر احمد۔ حیدرآباد: لطیف آباد 8: بنت سید جاوید اقبال۔ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور۔ راولپنڈی: اڈیالہ روڈ: بنت قسیم۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت نوید حسین، بنت لیاقت علی، بنت شاہد، بنت ذیشان احمد، بنت محمد فاروق، بنت وسیم حسین، بنت عبدالقیوم، بنت عبداللہ، بنت واصم، بنت طاہر محمود، اخت راحت، ہمشیرہ دانیال، بنت فضل الحق، بنت محمد تحسین، بنت محمد وارث، بنت الیاس، بنت شمس الدین اعوان، بنت شمشاد علی، بنت محمد منیر، بنت جاوید۔ تلواڑہ مغلاں: بنت جاوید سرور، بنت رزاق احمد، بنت طارق، بنت شہباز، بنت محمد انور، بنت محمد عمر، بنت احمد رضا، بنت شمس دین، بنت محمد افضل، بنت محی الدین، بنت طارق، بنت ندیم احمد، بنت جاوید آصف، بنت محمد خلیل تبسم، بنت ندیم، بنت محمد عاصم شہزاد، بنت ایوب، بنت محمد اسلم، بنت سائیں ملنگا، بنت ناصر محمود، بنت محمد اسلام، بنت خالد حسین، بنت توصیف انجم، بنت سخاوت علی، شفیق، بنت مطہر محمود، اخت نعمان علی، بنت وسیم علی، بنت شمس الزماں، بنت منیر احمد، اخت محمد حسان، بنت رضا، بنت شہباز، بنت محمد ارشد، بنت محمد اسلم، بنت محمد محمود، بنت محمد اظہر، بنت غلام مصطفی، بنت رافع بیگ، بنت اظہر، بنت عبدالوحید خان، بنت رفیق۔ شفیع کا بھٹہ: ہمشیرہ محمد منیب، بنت عرفان، بنت سعید، بنت رحمت علی، بنت عبدالقادر، بنت جعفر حسین، بنت ذوالفقار انور، بنت آصف اقبال، بنت محمد جمیل، بنت محمد حبیب، بنت رزاق بٹ، بنت طارق محمود، بنت اشفاق احمد، بنت امجد۔ گلبہار: بنت محمد شہباز، بنت غلام اصغر، ہمشیرہ محمد حنظلہ، بنت رمضان۔ مظفر پورہ: بنت محمد یاسر، بنت محمد طارق، بنت حافظ محمد شبیر، بنت اعظم، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت محمد جاوید، بنت نور حسین، بنت محمد منیر، بنت محمد رفیق، بنت الطاف حسین، بنت عبدالستار، بنت محمد عادل، بنت نصیر احمد، بنت محمد ذوالفقار۔ میانہ پورہ: بنت الیاس، بنت منور، بنت سہیل، بنت شیر زادہ، بنت محمد جمیل، بنت محمد عمران، بنت قمر شمس، بنت محمد شیر از، اخت حمزہ عمران، بنت اعظم مبین، بنت عتیق، بنت محمود حسین، بنت عمران۔ نندپور: بنت شعبان، بنت محمد رمضان احمد، بنت محمد الیاس، بنت افتخار احمد، بنت ہدایت اللہ، بنت عبدالستار، ہمشیرہ امیر حمزہ۔ قصور: الہ آباد: بنت انور۔ کراچی: فیضان رضا: بنت اسماعیل۔ کنگ سہالی: بنت محمد اکمل شکیل۔ عرب: جدہ: بنت اسلم۔

مصیبت زدہ کو پریشان مت کیجیے: خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت اظہر، بنت سید رضوان علی، بنت محمد بوٹا، بنت اصغر علی، بنت محمد ناظم، ہمشیرہ محمد حبیب، بنت محمد شمس الدین، بنت فضل الحق، بنت محبوب احمد، بنت محمد یونس، بنت شفاقت علی، بنت نوید حسین، بنت اصغر، بنت کاشف منیر، بنت حافظ اللہ دتہ، بنت محمد طفیل، بنت محمد نعیم۔ تلواڑہ مغلاں: خوشبوئے مدینہ، بنت محمد اعجاز احمد، بنت محمد جمیل، بنت نصیر احمد، بنت عبدالستار، بنت عدنان یوسف، بنت محمد آصف، بنت فیصل مجید، بنت جاوید، اخت عبدالاحد، بنت شبیر احمد، بنت جواد، بنت شیخ مطیع الرحمن، بنت محمد انور، بنت عدنان، بنت لطیف، بنت نذیر۔ شفیع کا بھٹہ: بنت ندیم، بنت عثمان علی، بنت عرفان، بنت محمد شاہد، بنت اصغر علی، بنت انتظار حسین، بنت سید عاشق حسین، بنت صغیر احمد، بنت محمد سلیم، بنت شمس، بنت تنویر اختر، بنت محمد نواز، ہمشیرہ حنظلہ صابر۔ گلبہار: بنت محمد شہباز، بنت رشید، ہمشیرہ محمد حنظلہ۔ مظفر پورہ: بنت محمد طارق، بنت محمد نواز۔ معراج کے: بنت اظہر علی، بنت محمد یونس، بنت محمد رفیق، بنت محمد اشرف۔ میانہ پورہ: بنت الیاس، بنت منور، بنت سہیل، بنت قمر شمس، بنت محمد عمران، بنت محمد جمیل، بنت شیر زادہ، بنت عمران، اخت حمزہ عمران، بنت اعظم مبین، بنت محمود حسین،

بنت عتیق۔ نندپور: بنت افتخار احمد، بنت شعبان، بنت محمد رمضان احمد، بنت محمد الیاس، بنت عبد الستار، بنت ہدایت اللہ۔ کراچی: ایف بی ایریا: نسرین۔ فیضانِ عطار: بنت اسماعیل۔ منڈی بہاء الدین: بنت محمد اسلم۔ عرب: بحرین: بنت مقصود۔

بیوہ ومطلقہ اپنا گزارا کیسے کرے؟ خانیوال: کوہی والا: بنت اللہ نور۔ سیالکوٹ: پاکپورہ: بنت محمد بوٹا، بنت احمد رضا، بنت کاشف منیر، بنت محمد انور حسین، بنت اصغر علی، بنت مظہر، بنت شمس دین، بنت آفتاب احمد، بنت حافظ اللہ دتہ، بنت اصغر۔ تلواڑہ مغلاں: بنت محمد ناصر، بنت جاوید آصف، بنت محمد مختار، بنت شاہد، بنت محمد اکرم، بنت محمد شکور، بنت جنید رضا، بنت طارق۔ شفیع کا بھٹہ: بنت عرفان، بنت محمد اکرام، بنت محمد شریف، بنت جعفر حسین۔ گلبہار: بنت محمد شہباز۔ مظفرپورہ: بنت محمد طارق۔ معراج کے: بنت محمد عارف، بنت لیاقت علی، بنت غفور احمد۔ میانہ پورہ: بنت الیاس، بنت منور، بنت قمر شمس، بنت سہیل، بنت محمد عمران، بنت اعظم مبین، بنت عتیق، بنت محمود حسین، بنت عمران۔ نندپور: بنت شعبان، بنت افتخار احمد، بنت محمد رمضان احمد، بنت محمد الیاس، بنت عبد الستار، بنت ہدایت اللہ۔ کراچی ایف بی ایریا: بنت قسیم۔

محترمہ بنتِ محمد بوٹا عطاریہ (فرسٹ پوزیشن)
(طالبہ: درجہ ثالثہ جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو معاشرے کے کمزور طبقات، بالخصوص بیوہ اور طلاق یافتہ خواتین کے حقوق اور ان کی کفالت کا بہترین نظام فراہم کرتا ہے۔ ایسی خواتین جن کا کوئی سہارا نہ رہے، ان کے لئے شریعتِ مطہرہ نے چند بنیادی اصول بنائے ہیں تاکہ وہ عزت و عافیت کے ساتھ اپنا گزارا کر سکیں، چند اصول درج ذیل ہیں:

والدین اور قریبی رشتہ داروں کی ذمہ داری

اسلامی احکام کے مطابق اگر طلاق یافتہ یا بیوہ عورت کے پاس اپنا مال نہ ہو تو اس کا نفقہ (یعنی گزارا) اس کے باپ پر لازم ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دیگر قریبی محرم رشتہ دار (مثلاً: بھائی یا بیٹے) اس کی کفالت کے ذمہ دار ہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے: لڑکی جبکہ اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا نفقہ بہرحال باپ پر واجب ہے اگرچہ اس کے اعضا سلامت ہوں۔[(1)]

معاشرے اور حکومت کا کردار

اگر کوئی رشتہ دار بھی موجود نہ ہو تو بیت المال یا صاحبِ حیثیت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان کی خبر گیری کریں۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راتوں کو نکل کر بیوہ عورتوں اور یتیموں کی خبر گیری فرماتے تھے، جو امت کے لئے ایک روشن مثال ہے۔

وراثت اور مہر کا حق

بیوہ کے لئے شوہر کے ترکے میں حصہ مقرر ہے۔ ارشادِ باری ہے: وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ (پ4، النسآء: 12)

ترجمہ: اور اگر تمہارے اولاد نہ ہو تو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ جبکہ طلاق یافتہ کے لئے مہر کی ادائیگی لازم ہے۔ ان شرعی حقوق کی وصولی بیوہ اور طلاق یافتہ کو معاشی سہارا فراہم کرتی ہے۔

عزتِ نفس کے ساتھ کسبِ حلال

اگر عورت کے والد بھی نہ ہوں اور نہ رشتہ دار کفالت کریں تو شریعتِ مطہرہ ایسی عورت کو حدودِ شرعیہ (پردہ اور حیا) میں رہتے ہوئے ملازمت کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ ایسی خواتین گھر بیٹھے سلائی کڑھائی، کھانا پکانا یا تعلیم و تدریس جیسے امور سرانجام دے کر رزقِ حلال کما سکتی ہیں۔

بیواؤں پر خرچ کرنے کی فضیلت

مشکل حالات میں اللہ پاک پر توکل کرنا مومن کا شعار ہے۔ لہٰذا ایسی خواتین کو مایوسی کے بجائے دعا اور ہمت سے کام لینا چاہیے، کیونکہ اللہ پاک ہی اصل رزق دینے والا ہے۔ شریعتِ مطہرہ نے جہاں ایسی بے بس و نادار خواتین کے گزر بسر کے دیگر اسباب مہیا فرمائے وہیں ان بیواؤں اور مسکینوں پر خرچ کرنے والوں کو نہایت عظیم اجر و ثواب کی خوشخبری عطا فرمائی تاکہ عام مسلمان بھی ان بے سہاروں کا سہارا بنیں اور ان کے دکھ درد کو کم کریں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

Go To Index

والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیوہ اور مسکین کی کفالت کرنے والا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنے والے یا شب بیداری کرنے اور دن کو روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔[2]

بیوہ اور طلاق یافتہ خواتین کو چاہیے کہ وہ پہلے اپنے شرعی حقوق (مہر و وراثت) حاصل کریں، پھر محرم رشتہ داروں سے کفالت کا مطالبہ کریں یا پھر ضرورت پڑنے پر پردے کے اہتمام کے ساتھ کوئی ہنر اختیار کر کے باعزت زندگی بسر کریں۔

محترمہ بنتِ اصغر علی عطاریہ

(طالبہ: درجہ رابعہ، جامعۃ المدینہ پاکپورہ سیالکوٹ)

اسلام ایک کامل اور عادلانہ دین ہے جو زندگی کے ہر مرحلے میں انسان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ بیوہ اور طلاق یافتہ عورتیں معاشرے کا ایک حساس طبقہ ہیں، جنہیں عموماً معاشی، سماجی اور نفسیاتی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف ان کے حقوق واضح کیے ہیں بلکہ ان کے باعزت گزارے کے عملی اصول بھی بیان فرمائے ہیں تاکہ وہ کسی پر بوجھ بنے بغیر عزت کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

قرآنِ مجید میں اللہ پاک فرماتا ہے: وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (پ28، الطلاق: 2، 3)

ترجمہ: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنا دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

یہ آیت بیوہ اور طلاق یافتہ عورتوں کے لئے خاص تسلی اور امید کی روشن کرن ہے۔

اسلام میں بیوہ عورت کے لئے سب سے پہلے وراثت کا حق مقرر کیا گیا ہے۔ شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ کو اس کے شرعی حصے کے مطابق وراثت ملنا ضروری ہے، جو اس کے معاشی سہارے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اسی طرح طلاق یافتہ عورت کے لئے عدت کے دوران نان و نفقہ اور رہائش کی ذمہ داری شوہر پر عائد کی گئی ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: اَسۡکِنُوۡہُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِکُمۡ (پ28، الطلاق: 6) ترجمہ: عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی گنجائش کے مطابق۔

اگر بیوہ یا طلاق یافتہ عورت صاحبِ استطاعت نہ ہو تو اسلام نے زکوٰۃ، صدقات اور بیت المال وغیرہ کے ذریعے اس کے گزارے کا انتظام کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کی کفالت کرنے والا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔[3]

اسلام عورت کو باعزت طریقے سے محنت اور حلال کمائی کی بھی اجازت دیتا ہے۔ بیوہ یا طلاق یافتہ عورت تعلیم، ہنر، دستکاری، سلائی، تدریس یا کسی مناسب ملازمت کے ذریعے اپنا گزارا کر سکتی ہے، بشرطیکہ پردے اور شرعی حدود کا خیال رکھا جائے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ ایک کامیاب تاجرہ تھیں، جو اس بات کی روشن مثال ہے کہ عورت جائز ذرائع سے معاشی خود کفالت حاصل کر سکتی ہے۔

معاشرہ اس وقت تک صالح نہیں بن سکتا جب تک وہ بیوہ اور طلاق یافتہ عورت کو بوجھ سمجھنے کے بجائے اس کا سہارا نہ بنے۔ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ راتوں کو بیواؤں کے گھروں تک راشن خود پہنچایا کرتے تھے، جو اسلامی ریاست کی بہترین مثال ہے۔

آخر میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بیوہ اور طلاق یافتہ عورت کو اسلام میں بے سہارا نہیں چھوڑا گیا۔ وراثت، نان و نفقہ، زکوٰۃ، محنتِ حلال اور معاشرتی تعاون یہ سب ایسے ذرائع ہیں جن کے ذریعے وہ عزت، وقار اور اعتماد کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہے۔ اسلامی معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان عورتوں کی مدد کرے اور انہیں باعزت مقام دے، کیونکہ یہی اسلام کی اصل روح ہے۔

---

1. بہار شریعت، 2/273، حصہ: 8
2. بخاری، 4/102، حدیث: 6006
3. بخاری، 3/512، حدیث: 5353

احکامِ حج کورس

(اس سلسلے میں ہر ماہ اس شعبے سے متعلق مفید معلومات بیان کی جاتی ہیں۔)

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک عظیم رکن ہے جو امتِ مسلمہ کی وحدت اور عالمگیریت کی روشن علامت ہے۔ جب یہ عبادت اسلامی تعلیمات کے مطابق ادا کی جائے تو یہ انسان کی دنیوی و اُخروی کامیابی کا ذریعہ بنتی ہے۔ جس طرح صاحبِ استطاعت مسلمان پر حج فرض ہے، اسی طرح اس کے ضروری احکام کا سیکھنا بھی نہایت اہم ہے، تاکہ یہ مقدس فریضہ درست اور شریعت کے مطابق ادا ہو سکے۔

اسی ضرورت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے **فیضان آن لائن اکیڈمی گرلز** نے **احکامِ حج** کے عنوان سے ایک جامع آن لائن کورس متعارف کروایا ہے۔ یہ کورس بالخصوص ان طالبات کے لئے ترتیب دیا گیا ہے جو حج کے مسائل اور طریقۂ کار کو آسان، منظم اور مستند انداز میں سیکھنا چاہتی ہیں، تاکہ وہ اس عظیم عبادت کو صحیح اور بہترین طریقے سے ادا کر سکیں۔ اس کورس میں احرام سے لے کر وقوفِ عرفہ تک تمام اہم مراحل سادہ اور قابلِ فہم انداز میں بیان کیے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی دل کی صفائی، اخلاص، عاجزی اور روحانی تیاری جیسے باطنی پہلوؤں پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے، تاکہ حج محض ظاہری اعمال تک محدود نہ رہے بلکہ حقیقی روحانی ثمرات بھی حاصل ہوں۔

کورس کے ابتدائی حصے میں حج کی فرضیت، اہمیت اور اس کی اقسام (افراد، قران اور تمتع) کو واضح کیا جاتا ہے تاکہ بنیادی فہم مضبوط ہو۔ اس کے بعد اسلامی بہنوں کے لئے احرام، نیت، تلبیہ اور احرام کی پابندیوں کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ نیز طواف اور سعی کا عملی طریقہ، ان کی شرائط اور سنتیں بھی آسان اور مرحلہ وار انداز میں سمجھائی جاتی ہیں۔ مزید بر آں وقوفِ عرفہ کی اہمیت، مزدلفہ میں قیام، رمیِ جمرات کے مراحل، قربانی، حلق یا قصر، اور حج کے واجبات و سنن کی مکمل وضاحت کی جاتی ہے، تاکہ تمام ارکان درست ترتیب کے ساتھ ادا کیے جا سکیں۔ یہ جامع کورس طالبات کے لئے مکمل راہ نمائی کا ذریعہ ہے، تاکہ وہ پورے ایمان، اخلاص اور شرعی احکام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس عظیم عبادت کو صحیح انداز میں ادا کر سکیں۔

کورس کے مشمولات

اس کورس کے مشمولات یہ ہیں:

☆ سفرِ حج کے لئے ضروری سامان کیا ہونا چاہئے؟
☆ اصطلاحات، دعائیں ☆ حج کی فرضیت و اہمیت و اقسام
☆ احرام میں حرام، مکرہ اور جائز باتیں
☆ مکہ، منیٰ و مزدلفہ کی حاضری ☆ قربانی، طوافِ زیارت، رمی کے احکام ☆ حاضری مدینہ اور اس کے آداب۔

کورس کرنے کے بعد آپ کس قابل ہو جائیں گی؟

یہ کورس مکمل کرنے کے بعد طالبات اسلام کے بنیادی رکن، حج کے احکام کو نہ صرف گہرائی سے سمجھ سکیں گی بلکہ اس عظیم فریضے کو پورے ایمان، اخلاص اور شرعی راہ نمائی کے مطابق بہترین انداز میں ادا کرنے کے قابل بھی ہو جائیں گی۔

کورس کی اہلیت

یہ کورس ہر وہ اسلامی بہن کر سکتی ہے جس کی عمر کم از کم 12 سال ہو۔ اس کے علاوہ کسی خاص تعلیمی قابلیت کی شرط نہیں۔

ایڈمیشن کے لئے رابطہ نمبر: 03142036541

Go To Index

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

فروری 2026 / شعبان المعظم، رمضان المبارک 1447ھ کے دینی کاموں کی کارکردگی

دینی کام		نیشنل	انٹرنیشنل	ٹوٹل
منسلک اسلامی بہنیں		1121742	81572	1203314
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات	تعداد اجتماعات	11601	1508	13109
	شرکائے اجتماعات	435525	29860	465385
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	14298	1642	15940
	پڑھنے والیاں	118717	10637	129354
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		807940	31518	839458
مدنی مذاکرہ سننے والیاں		162180	13844	176024
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		122936	7838	130774
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		125607	10939	136546
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		37952	2652	40604

فروری 2026 میں اسلامی بہنوں کے 13 شعبہ جات میں ہونے والے کورسز و سیشنز کی مجموعی کارکردگی

	مقامات	شُرکا
مدنی کورسز / سیشنز	36856	310474

49 واں تحریری مقابلہ عنوانات برائے جولائی 2026

1. حضور کی اصحابِ بیعتِ رضوان سے محبت
2. ادائیگیِ قرض میں تاخیر مت کیجیے
3. نوجوان نسل کی تباہی میں میڈیا کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ 20 اپریل 2026

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فیضانِ صحابیات اسلامیہ کالج کراچی

الحمدُللہ! اللہ پاک کے فضل و کرم اور مرشدِ کریم کی نگاہِ عنایت سے اسلامی بہنوں میں سنتوں کا فیضان عام کرتا ہوا بے مثال **فیضانِ صحابیات اسلامیہ کالج جمشید کوارٹر کراچی** کا سنگِ بنیاد 2022 میں رکھا گیا اور باقاعدہ افتتاح 24 مئی 2025 کو محترمہ بنتِ عطار باجی نے فرمایا۔

آفسز کی تعداد

فیضانِ صحابیات کراچی کی اس بلند و بالا عمارت میں فی الحال درج ذیل آفسز قائم ہیں: (1) فنانس آفس (2) ایڈمنسٹریٹو آفس۔ ان شاءاللہ مستقبل میں مزید شعبہ جات کو بھی آفسز بنا کر دیئے جائیں گے۔

خصوصیات

الحمدُللہ! اس عمارت میں ایگزکٹو روم، گیسٹ رومز، میٹنگ رومز (بقیع ہال، مدینہ آڈیٹوریم، بغدادی ٹریننگ روم) اور رضا لاؤنج بھی قائم ہیں۔

فیضانِ صحابیات کراچی میں ہونے والے دینی کام

- الحمدُللہ فیضانِ صحابیات کراچی میں رہائشی کورسز اور مدنی مشوروں کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً شارٹ کورسز بھی کروائے جاتے ہیں۔
- چھوٹی بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے لئے شام 4 تا 5 بجے گلی گلی مدرسۃ المدینہ لگایا جاتا ہے۔
- بروز بدھ دن 3 تا 5 بجے تک اسلامی بہنوں کا ہفتہ وار سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے جس میں کثیر اسلامی بہنیں اپنے ظاہر و باطن کی اصلاح کا جذبہ لئے پابندی کے ساتھ شرکت کی سعادت پاتی ہیں۔
- دوپہر 2 تا 4 بجے تک روحانی علاج کا بستہ لگایا جاتا ہے، جہاں دکھیاری اسلامی بہنوں کو روحانی علاج، کاٹ اور تعویذات و وظائف کی مفت سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔
- شام 4 تا 5 بجے مدرسۃ المدینہ بالغات بھی لگتا ہے جس میں تربیت یافتہ مدرسات بڑی عمر کی اسلامی بہنوں کو درست قواعد و مخارج کے ساتھ قرآنِ پاک کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی شرعی، اخلاقی اور تنظیمی تربیت بھی کرتی ہیں۔

ib.darulsunnahpak@dawateislami.net